قال اللہ تعالیٰ وقرآناً فرقناہ لتقرأہ علی الناس علی مکث ونزلناہ تنزیلا

چوں آیت موصوفہ دال ست بر نافعیت تعلیم تدریجی برائے عامۂ ناس

حاضر باشد یا بادی ؛ ونیز بر ضرورت تعلیم علوم قرآنیہ یعنی دینیہ کہ مشتمل ست بر

مقاصد ومبادی ؛ پس اتباعاً للنص المزبور ؛ صحیفۂ شہریہ کہ متدرج ست بتدریج شہور

مسمّٰی بہ

الہادی

نمبر ۶	بابت ماہ شوال المکرم سنہ ١٣٤٤ھ	جلد ۳

کہ جامع ست انواع علوم دینیہ را برائے ہر طالب وجادی ومذکر ست در ہر مجلس ونادی

ومکن ست برائے ہر جائع وصادی ؛ بصورت ترجمہ رسالہ ترغیب وترہیب وتسہیل المواعظ

ومصالح عقلیہ وکلید مثنوی وتشرف کہ اکثر آں مستفاد ست از درگاہ ارشادی

یعنی خانقاہ اشرفی امدادی ؛ بادارۂ محمد عثمان عاصی ؛ در ہر ماہ اسلامی

در مطبع محبوب المطابع الکٹرک پریس دہلی مطبوع گردید

از کتب خانہ اشرفیہ دریبہ کلاں دہلی از زندہ ونیم صد بہم گردد

فہرست مضامین

رسالہ الہادی بابت شوال المکرم ۱۳۴۴ھ جو

بہ برکت دعا حکیم الامۃ محی السنۃ حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب مدظلہم العالی
کتب خانہ اشرفیہ دریبہ کلاں دہلی سے شائع ہوتا ہے

اصول و مقاصد رسالہ الہادی اور ضروری اطلاعین

(۱) رسالہ ہذا کا مقصود اُمتہ محمدیہ کے عقائد و اخلاق و معاشرت کی اصلاح ہے۔

(۲) یہ رسالہ ہر قمری مہینے کی تیسری تاریخ بحمداللہ عین تاریخ پر ہی شائع ہوتا ہے۔

(۳) کسی ماہ کا رسالہ علاوہ ٹائیٹل کے ۸ حصافی جزسے کم نہ ہوگا بعض مرتبہ کسی مضمون کی تکمیل کیضرورت سے اس سے بھی بڑھ جانا ممکن ہے اور قیمت سالانہ دو روپے آٹھ آنہ ہے۔

(۴) سوائے اُن صاحبان کے جو پیشگی قیمت ادا فرما چکے ہیں۔ جملہ حضرات خریداران کی خدمت میں رسالہ وی۔پی بھیجا جائیگا اور دو آنہ خرچ رجسٹری اضافہ کر کے دو روپے دس آنہ کا وی۔پی روانہ ہوگا جسپر دو آنہ فیس منی آرڈر کو الگ دفتر ادا کریگا اور دو روپے بارہ آنہ کا وی۔پی پہنچے گا۔

(۵) جن حضرات کی خدمت میں نمونہ کے طور پر رسالہ ارسال کیا جاتا ہے وہ جبتک پیشگی قیمت نہ بھیجیں گے یا وی۔پی کی اجازت نہ دینگے دوسرا پرچہ نہ بھیجا جائے گا۔

(۶) جو صاحب درمیان سال مین خریدار ہونگے اُنکی خدمت میں پرچے مشروع جلد یعنی جمادی الاول ۱۳۴۴ھ سے بھیجے جائینگے اور ابتداء سے خریدار سمجھے جائینگے اور اگر الہادی کی جلد اول درکار ہو طلب فرماوین مگر اسکی قیمت تین روپے ہے علاوہ محصول ڈاک کے۔

الراقم

محمد عثمان مالک و مدیر رسالہ الہادی دہلی

سب ثقہ ہیں اور ابن ماجہ نے اپنے الفاظ کے ساتھ حضرت انسؓ سے روایت کیا ہے۔

اور حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا کی قسم قیامت کے دن خداوند تعالے ضرور روشن کردیگا ان لوگوں کیلئے جو اندھیریوں میں مسجدوں کی طرف آمد و رفت کرتے ہیں جگمگاتے ہوئے نور کے ساتھ اسکو طبرانی نے بسند حسن اوسط میں روایت کیا ہے۔

اور حضرت ابو الدرداء نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا جو شخص مسجد کی طرف رات کی اندھیری میں چلے گا اللہ تعالےٰ سے نور کے ساتھ قیامت کے روز ملاقات کریگا اسکو طبرانی نے بسند حسن کبیر میں روایت کیا ہے اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں ان لفظوں سے بیان کیا ہے کہ جو شخص رات کی اندھیریوں میں مسجد کیطرف چلا خداوند تعالے اسکو قیامت کے روز نور دیگا۔

اور حضرت ابو امامہؓ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا پچھلی رات میں اندھیرے سے مساجد کی طرف جانے والوں کو بروز قیامت نور کے ممبروں کی بشارت دیدو تمام لوگ گھبرائینگے اور یہ نہ گھبرائینگے اسکو طبرانی نے کبیر میں روایت کیا ہے اور اسکی اسناد میں نظر ہے۔

۱۳۷

اور حضرت سہل بن سعد ساعدیؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مساجد کی جانب اندھیروں میں جانے والوں کو بروز قیامت نور تام کے ساتھ بشارت دینی چاہیئے اسکو ابن ماجہ اور ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں اور حاکم نے روایت کیا ہے اور حاکم نے علی شرط شیخین تصحیح کی ہے اور مصنفؒ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث حضرت ابن عباس اور ابن عمر اور ابو سعید خدری اور زید بن حارثہؓ اور حضرت عائشہؓ وغیرہ سے مروی ہے۔

اور حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اندھیرے میں مساجد کی طرف جانے والے ہی اللہ تعالےٰ کی رحمت میں غوطہ مارنے والے ہیں اسکو ابن ماجہ نے اسمٰعیل بن رافع کی سند سے روایت کیا ہے اس شخص کی ثقاہت میں محدثین نے کلام کیا ہے اور ترمذی نے کہا ہے کہ بعض اہل علم نے اس کو

ضعیف کہا ہے اور میں نے امام بخاری سے سُنا ہے کہ یہ شخص ثقہ مقارب الحدیث ہے۔

اور حضرت ابو امامہؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص وضو کر کے اپنے گھر سے فرض نماز کے لئے نکلا اسکا اجر مثل محرم حج کرنے والے کے ہے اور جو شخص چاشت کی نفلوں کے لئے صرف انہی کے پڑھنے کے واسطے نکلا اسکا اجر مثل عمرہ کرنے والے کے اجر کے ہے اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز پڑھنا کہ ان دونوں کے درمیان میں کوئی لغو بیہودہ بات نہ ہو علیین میں لکھا جاتا ہے اسکو ابوداؤد نے قاسم بن عبدالرحمن کے طریق سے روایت کیا ہے۔

اور حضرت ابو امامہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین شخصوں کا اللہ ضامن ہے اگر زندہ رہینگے تو روزی دئے جائینگے اور حاجات پوری کئے جائینگے اور اگر مر گئے تو اللہ تعالےٰ ان کو جنت میں داخل کریگے جو شخص گھر میں داخل ہو کر سلام کرے وہ اللہ کے ضمان میں ہے اور جو شخص مسجد کو چلا وہ اللہ کے ضمان میں ہے اور جو شخص (جہاد) فی سبیل اللہ میں نکلا وہ بھی اللہ کے ضمان میں ہے اسکو ابوداؤد اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے اور اس قسم کی احادیث انشاء اللہ کتاب الجہاد وغیرہ میں آئیں گی

اور حضرت سلمان فارسیؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے اپنے گھر پر اچھی طرح وضو کیا اور پھر مسجد میں آیا پس وہ اللہ سے ملنے کو آنے والا ہے اور جسکے پاس کوئی ملنے کو آتا ہے اسپر حق ہے کہ آنے والے کا اعزاز کرے اسکو طبرانی نے کبیر میں دو سندوں سے روایت کیا ہے انمیں سے ایک جید ہے اور بیہقی نے اسی کے قریب اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر موقوف کر کے بسند صحیح روایت کیا ہے۔

اور حضرت ابو ہریرہؓ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ تمام شہروں میں خدا کے نزدیک مساجد ان شہروں کی زیادہ پیاری ہیں اور شہرون میں زیادہ ناگوار انکے بازار ہیں اسکو مسلم نے روایت کیا ہے۔

اور حضرت جبیر بن مطعمؓ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ شہروں کے مقامات میں کونسا مقام خدا کے نزدیک زیادہ محبوب ہے اور کونسا ناگوار فرمایا کہ میں نہیں جانتا جبتک کہ حضرت جبرئیل سے نہ دریافت کرلوں آپ کے پاس حضرت جبرئیل آئے اور انھوں نے خبر دی کہ قطعات زمین میں سے اللہ کے نزدیک محبوب تر مساجد ہیں اور ناپسندترین بازار ہیں اسکو امام احمد اور بزار اور ابو یعلی اور حاکم نے روایت کیا ہے اور حاکم نے صحیح الاسناد کہا ہے الفاظ بزار کے ہیں۔

اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ قطعات زمین میں سے کون اچھا ہے اور کون برا فرمایا کہ میں نہیں جانتا حتےٰ کہ جبریل علیہ السلام سے دریافت کرلوں پس جبریل علیہ السلام سے دریافت کیا فرمایا میں بھی نہیں جانتا حتیٰ کہ میکائیل علیہ السلام سے دریافت کرلوں پھر آئے اور فرمایا کہ بہترین قطعات مساجد ہیں اور بدترین قطعات بازار ہیں اسکو طبرانی نے کبیر میں اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایۃ کیا ہے۔

مساجد میں زیادہ موجود رہنے اور بیٹھے رہنے کی ترغیب

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا کہ سات آدمی ہیں کہ ان کو خداوند تعالےٰ اپنے سایہ میں اس دن رکھے گا کہ جسدن انکے سایہ کے سوا اور سایہ نہ ہوگا۔ امام عادل۔ اور وہ جوان جو عبادت الٰہی ہی میں جوان ہوا اور وہ آدمی کہ اسکا دل مساجد سے لگا ہوا ہے اور وہ دو آدمی کہ جو اللہ کیواسطے آپس میں محبت رکھتے ہیں کہ جمع بھی ہوتے ہیں اسی (خیال) پر اور جدا بھی ہوتے ہیں اسی (خیال) پر اور وہ آدمی کہ اس کو کوئی باعزت حسین عورت بلائے (بُری نیت سے) اور وہ کہدے کہ میں خدا سے ڈرتا ہوں اور وہ آدمی کہ جو کچھ صدقہ کرے اور اسکو اتنا مخفی رکھے کہ اسکا الٹا ہاتھ نہ جانے کہ سیدھے ہاتھ سے کیا خرچ کیا اور وہ آدمی کہ جو تنہائی میں خدا کو یاد کرے اور (اسکے خوف سے) اسکی آنکھیں بہ پڑیں اسکو بخاری

مسلم وغیرہ نے روایت کیا ہے۔

اور حضرت ابو سعید خدریؓ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جناب نے فرمایا کہ جب تم کسی آدمی کو دیکھو کہ بار بار مسجد میں آتا ہے پس تم اسکے ایمان کی شہادت دیدو اللہ تعالےٰ تے فرمایا ہے کہ انما یعمر مساجد اللہ من امن باللہ والیوم الآخر۔ ترجمہ اللہ کی مسجدوں کو وہی آباد کرتا ہے جو اللہ پر اور روز قیامت پر ایمان لایا ہو اسکے الفاظ ترمذی کے ہیں اور انھوں نے اسکو حسن غریب فرمایا ہے اور ابن ماجہ اور ابن حبان وابن خزیمہ نے اپنی اپنی صحیح میں اور حاکم نے بطریق دراج ابی السماح عن ابی الہیثم عن ابی سعید روایت کیا ہے اور حاکم نے صحیح الاسناد کہا ہے۔

اور حضرت ابو ہریرہؓ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں کہ جناب نے ارشاد فرمایا کہ جو کوئی آدمی مساجد کو نماز اور ذکر کے واسطے نشستگاہ بناتا ہے ضرور اللہ تعالےٰ اسکے سامنے مسرت ظاہر فرماتے ہیں جیسے کہ مسافر کے اہل خانہ اسکے آنے پر اظہار مسرت کرتے ہیں اسکو ابن شیبہ ابن ماجہ ابن خزیمہ ابن حبان نے اپنی اپنی صحیح میں اور حاکم نے روایت کیا ہے اور حاکم نے علی شرط الشیخین تصحیح کی ہے۔ اور ابن خزیمہ کی ایک روایت میں اس طرح فرمایا ہے کہ جو کوئی آدمی مساجد کو اپنی نشستگاہ بنالیتا ہے پھر اسکو کوئی کام یا مرض مشغول کردے پھر اپنی حالت پر آجائے تو اللہ تعالیٰ اسپر اظہار مسرت فرماتے ہیں جیسا کہ مسافر کے اہل وعیال اسکے سفر سے آنے پر خوش ہوتے ہیں

اور حضرت عبد اللہ بن عمرؓ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جناب نے ارشاد فرمایا کہ مومن کی چھ مجلسیں اللہ تعالےٰ کے ضمان میں ہیں جبتک کہ وہ ان چھ میں سے کسی میں رہے جماعت والی مسجد میں اور مریض کے پاس یا جنازہ میں یا اپنے گھر میں یا حاکم عادل کے پاس کہ اسکی عزت وتوقیر ملحوظ رکھے یا جہاد کے مواقع میں اسکو طبرانی نے کبیر میں اور بزار نے روایت کیا ہے اسکی سند تو کچھ ایسی نہیں ہے لیکن بروایت حضرت معاذ باسناد صحیح مروی ہے کتاب الجہاد وغیرہ میں انشاء اللہ آئے گا۔

اور حضرت ابو سعید خدریؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے مسجد سے اُلفت رکھی اللہ اس سے اُلفت رکھے گا اسکو طبرانی نے اوسط میں بسند ابن لہیعہ روایت کیا ہے۔

اور حضرت معاذ بن جبلؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شیطان انسان کا بھیڑیا ہے مثل بکریوں کے بھیڑیے کے دور ہو جانے والی یا ایک طرف ہو جانے والی کو پکڑتا ہے لہذا (تنہائی کی) گھاٹیوں سے بچتے رہو اور جماعات اور عام مسلمانوں اور مسجد کو لازم پکڑو اسکو امام احمد نے بواسطہ علاء بن زیاد حضرت معاذ سے روایت کیا ہے اور علاء کا معاذ سے سماع ثابت نہیں۔

اور حضرت ابو ہریرہؓ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا کہ بعضے آدمی مسجدوں کی میخ ہوتے ہیں فرشتے انکے ہمنشین ہیں اگر وہ چلے جاتے ہیں تو انکو تلاش کرتے ہیں اور اگر مریض ہو جاتے ہیں تو انکی عیادت کرتے ہیں اور اگر کسی کام میں ہوتے ہیں تو انکی مدد کرتے ہیں پھر فرمایا کہ مسجد کا بیٹھنے والا تین خصلتیں رکھتا ہے یا (نفع رسانی) مثل بھائی سود مند (کے) یا کلمہ حکمت (بیان کرنا) یا رحمت آئندہ (کا انتظار کرنا) اسکو امام احمد نے بواسطہ ابن لہیعہ اور حاکم نے حصہ اول کو عبد اللہ ابن سلام کے واسطہ سے روایت کیا ہے نہ دوسرے حصہ کو اسواسطے کہ وہ میری بیاض میں نہیں ہے اور حاکم نے علی شرط شیخین صحیح کہا ہے۔

اور حضرت ابو الدرداءؓ فرماتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا کہ مسجد ہر متقی شخص کا گھر ہے اور جن لوگوں کا مسجد گھر ہے اللہ تعالےٰ انکے لئے آسائش ورحمت اور پلصراط پر سے رضوان اللہ یعنے جنت میں پہنچانے کا ذمہ دار ہے اسکو طبرانی نے کبیر اور اوسط میں اور بزار نے روایت کیا ہے اور بزار نے کہا ہے کہ اسکی سند حسن ہے اور یہ ہے بھی ایسا ہی جیسا کہ انھوں نے فرمایا اور اس باب میں اور بھی احادیث ہیں کہ انشاء اللہ وہ باب انتظار الصلوۃ میں آئینگی۔

۱۴۱

لہسن پیاز وغیرہ بدبودار چیز کھا کر مسجد میں آنیسے ترہیب

حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی شخص لہسن کھائے وہ ہماری مسجد کے ہرگز قریب نہ آئے بخاری ومسلم نے اسکو روایت کیا ہے اور مسلم کی ایک روایۃ میں ہماری مساجد کے قریب نہ آئے فرمایا ہے اور شیخین کی ایک روایت میں یہ ہے کہ ہماری مساجد میں نہ آوے اور ابوداؤد کی ایک روایت میں اسطرح ہے کہ جو کوئی اس درخت یعنے لہسن پیاز سے کچھ کھائے ہرگز مساجد کے قریب نہ آئے۔

اور حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی اس درخت یعنے لہسن سے کچھ کھاوے وہ ہمارے قریب نہ آئے اور نہ ہمارے ساتھ نماز پڑہے اسکو بخاری مسلم نے روایت کیا ہے اور طبرانی میں اسطرح روایۃ ہے کہ تم بچو ان دو بدبودار ترکاریوں کو کھا کر ہماری مساجد میں داخل ہونیسے اور اگر ان کو کھائے بغیر علاج نہیں۔ تو ان کو آگ میں پکالو۔

اور حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی پیاز لہسن کھائے اسکو ہم سے بچا رہنا چاہیئے یا فرمایا کہ ہماری مساجد سے بچا رہنا چاہیئے اور اپنے گھر میں بیٹھ رہنا چاہیئے اسکو بخاری مسلم ابوداؤد ترمذی نسائی نے روایت کیا ہے اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ جس شخص نے لہسن پیاز اور گندنا کھایا وہ ہرگز ہماری مساجد کے قریب نہ آئے اسواسطے کہ جس شے سے بنی آدم تکلیف پاتے ہیں اس سے ملائکہ بھی تکلیف پاتے ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے پیاز اور گندنا کے کھانے سے منع فرمایا تھا ہم پر خواہش (انکے کھانے کی) غالب آئی تو ہم نے کچھ کھالیا تب فرمایا کہ جو شخص اس بُرے درخت سے کچھ کھائے ہرگز ہماری مساجد کے قریب نہ آئے اسواسطے کہ جن چیزوں سے انسانوں کو تکلیف پہنچتی ہے ان سے ملائکہ کو بھی تکلیف پہنچتی ہے اور اسکو طبرانی نے اوسط اور صغیر میں ان

۱۴۴

لفظوں سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی ان سبزیوں
یعنے لہسن پیاز گندنا مولی میں سے کچھ کھائے وہ ہماری مسجد کے قریب نہ آئے اسواسطے
کہ جس چیز سے بنی آدم تکلیف پاتے ہیں اس سے ملائکہ بھی تکلیف پاتے ہیں اس میں یحیٰی
ابن راشد بصری کے علاوہ تمام راوی ثقہ ہیں۔

اور حضرت ابو سعید خدریؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے
حضور میں لہسن پیاز گندنے کا ذکر آیا اور بعض لوگوں نے کہا کہ ان سب میں زاید بُرا
لہسن ہے کیا آپ اسکو حرام فرماتے ہیں آپ نے فرمایا کہ اسے کھالو اور جو
تم میں سے اسے کھائے وہ اس مسجد کے قریب نہ آئے جبتک اسکی بو جاتی رہے
اسکو ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔

اور حضرت عمر بن الخطابؓ سے مروی ہے کہ انھوں نے جمعہ کے روز خطبہ پڑھا
اثنائے خطبہ میں فرمایا کہ پھر تم اے لوگو ان دونوں درختوں کو کھاتے ہو میں ان دونوں کو
بجز بُرا ہونے کے اور کچھ نہیں سمجھتا لہسن اور پیاز میں نے تو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو
دیکھا ہے کہ جب آپ کسی شخص سے ان دونوں کی بو پاتے تھے تو اسکو حکم فرماتے تھے پس
وہ بقیع کی طرف نکالا جاتا تھا پس جو ان کو کھائے بھی تو انکی بُو پکا کر ماردینی چاہیے اسکو
مسلم اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

اور حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کہ جو کوئی اس لہسن کے درخت کو کھائے وہ اس سے ہم کو ہماری اس مسجد میں تکلیف
نہ پہونچائے اسکو مسلم نسائی ابن ماجہ نے روایت کیا ہے اور الفاظ ابن ماجہ کے ہیں۔

اور حضرت ابو ثعلبہ سے مروی ہے کہ انھوں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے
ہمراہ جنگ خیبر میں جہاد کیا تھا تو انکے خیموں میں انھوں نے لہسن اور پیاز کو پایا پس
بھوک کی شدت کی وجہ سے اسکو کھالیا جب شام کو لوگ مسجد کی طرف آئے تو مسجد میں
لہسن اور پیاز کی بو آنے لگی تب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی اس
خبیث درخت سے کچھ کھائے وہ ہمارے پاس نہ آوے بعد ازاں مفصل قصہ بیان

۱۴۴

کیا اسکو طبرانی نے باسناد حسن بیان کیا ہے اور یہی روایت مسلم میں ابو سعید خدری کے طریق سے اسکے قریب روایت کی گئی ہے اسمیں پیاز کا ذکر ہیں۔

اور حضرت حذیفہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی قبلہ کی طرف تھوکے گا وہ بروز قیامت ایسی حالت میں آئے گا کہ اسکا تھوک اسکی دونوں آنکھوں کے سامنے آئیگا اور جس شخص نے اس بری ترکاری کو کھایا ہو وہ ہماری مسجد کے قریب نہ آوے یہ تین مرتبہ فرمایا اسکو ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے

عورتونکو گھروں میں نماز پڑھنے کی ترغیب اور مکانسے نکلنے کی ترہیب

ام حمید زوجہ ابی حمید ساعدیؓ سے مروی ہے کہ وہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے حضور میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ مجھکو آپ کے ساتھ نماز پڑھنا بہت اچھا معلوم ہوتا ہے فرمایا میں بھی جانتا ہوں کہ تم میرے ہمراہ نماز پڑھنا اچھا سمجھتی ہو حالانکہ تمہاری نماز تمہاری کوٹھری میں بہتر ہے تمہارے چھوٹے مکان سے اور تمہارے مکان کی نماز بہتر ہے تمہاری بڑی حویلی کی نماز سے اور بڑی حویلی کی نماز بہتر ہے اپنے محلہ کی مسجد کی نماز سے اور محلہ کی مسجد کی نماز بہتر ہے میری مسجد کی نماز سے۔ راوی کہتے ہیں کہ ان بی بی نے اپنی سب سے چھوٹی اندھیری کوٹھری میں ایک نماز کی جگہ بنوائی اور اس ہی میں نماز پڑھا کرتی تھیں حتیٰ کہ خدا سے جا ملیں اسکو امام احمد اور ابن خزیمہ و ابن حبان نے اپنی صحیحوں میں روایت کیا ہے اور ابن خزیمہ نے اس حدیث کے مضمون پر ایک مستقل باب قائم کیا ہے اور بیان کیا ہے کہ اگرچہ مسجد نبوی صلے اللہ علیہ وسلم کی نماز دوسری مساجد کی ہزار نماز کے برابر ہوتی ہے تاہم عورت کے واسطے یہی بہتر ہے اور یہی حدیث اس امر کی بھی دلیل ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ میری مسجد کی ایک نماز دوسری مساجد کی ہزار نمازوں سے افضل ہے یہ مردونکے واسطے ہے نہ کہ عورتونکے۔

اور حضرت ام سلمہؓ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتی ہیں کہ عورتونکی نماز پڑھنے کے مقامات میں سے بہتر مقام کوٹھری کے اندر ہی اسکو امام احمد و طبرانی نے کبیر میں روایت کیا ہے

(باقی آئندہ)

کیونکہ یہ سب دین ہی کی شاخیں ہیں کیونکہ دین کے دو حصے ہیں ایک علم دوسرے عمل
اور دونوں کی ضرورت ہے جیسے طب کا فن ایک ہے کہ طبیب بننے کے لئے دو چیزوں کی
ضرورت ہوتی ہے اول علم کی ضرورت ہوتی ہے پھر عمل کی یعنی مطب کرنیکی۔ اور قرآن
بھی حقیقت میں طب روحانی ہے کہ اسمیں روحانی مرضوں کے علاج تبلائے گئے ہیں
اور روحانی مرض خدا تعالےٰ کی نافرمانی کرنا ہے اسلئے قرآن میں بھی صرف یہی دو چیزیں
ہیں ایک علم اور دوسرا عمل۔ پس یعلمہم میں اشارہ ہے علم کی طرف اور یزکیہم میں عمل کیطرف
اشارہ ہے حاصل یہ ہوا کہ اے سننے والو دو چیزیں ایسی ہیں کہ اُنکو کوشش کرکے
حاصل کرنا چاہیئے ایک علم اور دوسرے عمل انہیں کا خیال حضرت ابراہیم علیہ السّلام
نے کرکے یہ دعا کی۔ پھر علم میں دو مرتبے ہیں ایک تو لفظ دوسرے معنی پس اس آیۃ
میں تین چیزوں کا بیان ہوا لفظ اور معنی اور عمل اور ہم کو ان تینوں کا حاصل کرنا ضروری
ہوا۔ اب دیکھیئے کہ ہم نے ان تینوں چیزوں کے ساتھ کیا معاملہ کر رکھا ہے سو عمل تو
قریب قریب بالکل ہی نہیں اور علم بھی جیسا ہونا چاہیئے ویسا تو نہیں ہے لیکن خیر تھوڑا
بہت مشغلہ ہے گو دنیا ہی کے لئے ہو اور جن لوگوں کو سچی طلب ہے وہ کچھ تھوڑا بہت
عمل بھی کرتے ہیں مگر ایک چیز ایسی ہے کہ اسکو سب نے چھوڑ رکھا ہے اور وہ قرآن کے
لفظوں کی خدمت ہے چنانچہ آجکل جو لوگ اپنے کو عقلمند سمجھتے ہیں وہ سب اس بات
پر متفق ہوگئے۔ کہ قرآن کے بے سمجھے پڑھنے کی کوئی ضرورت نہیں بلکہ اسکو فضول کہتے
ہیں چنانچہ اسی لئے اپنے بچوں کو قرآن نہیں پڑھاتے اور کہتے ہیں کہ بچہ کے اتنے دن
کیوں خراب کئے جائیں۔ میں کہتا ہوں کہ اگر قرآن شریف کا پڑھنا بیکار ہوتا تو اللہ تعالےٰ
قرآن میں اسکا حکم نہ کرتے اور تلاوت کرنے والوں کی تعریف نہ فرماتے کیا یہ سب حکم
اور ترغیب بیکار چیز کے لئے ہے ہرگز نہیں۔ ایک جگہ ارشاد ہوتا ہے کہ تلاوت کیجئے
اُس وحی کی جو آپ کے پاس بھیجی گئی ہے یعنی کتاب کی دوسری جگہ تلاوت کرنیوالوں کی
تعریف فرماتے ہیں یتلون اٰیٰت اللہ اناء اللیل یعنی پڑھتے ہیں آیتیں اللہ کی رات کی
گھڑیوں میں کیا قرآن کی یہ آیتیں عمل کرنے کے لئے نہیں صرف دیکھنے کے لئے ہیں

اور کیا یہ حالت پیدا کر کے ہم لوگ صاحب قرآن کہلا سکتے ہیں۔ صاحبو اگر کسی شخص کے پاس بہت سا مال ہو اور وہ اسکو کسی ایسی جگہ رکھدے کہ اُس سے نفع نہ اٹھا سکے تو کیا اُس شخص کو مالدار کہیں گے ہرگز نہیں ایسے ہی قرآن کے ساتھ آپکا معاملہ ہے پس ایسی حالت میں جیسا وہ شخص صاحب مال ہے ایسے ہی آپ صاحب قرآن ہیں افسوس آپ نے ایک بڑی بھاری دولت کو چھوڑ دیا ہے اور پھر آپ کو ذرا غم نہیں ہے حالانکہ اگر دینی اعتبار سے دیکھا جائے تب تو قرآن ہی میں تلاوت کرنیکا حکم موجود ہے اور اگر کسیکو قرآن کافی نہ ہو تو عقل بھی تو یہی کہتی ہے میں پوچھتا ہوں کہ علم دین کا باقی رکھنا ضروری ہے یا نہیں یقیناً اسکا جواب یہی دیا جائے گا کہ ضروری ہے اور جب ضروری ہی تو قرآن کو حفاظت سے رکھنا بھی ضروری ہے کیونکہ دین کا علم قرآن ہی سے نکلا ہے اور بغیر قرآن کے لفظوں کے علم دین کیسے باقی رہ سکتا ہے اور قرآن کے ترجمہ سے پورا کام نہیں چل سکتا اسلیئے اصل لفظوں کا باقی رکھنا نہایت ضروری ہے اور اگر کہو پڑھنے کی کیا ضرورت ہے صرف قرآن شریف حفاظت سے رکھ لیا جائے تو سمجھ لو کہ اگر پڑھنا چھوٹ جائے تو قرآن کا لکھنا اور چھپنا اور بکنا سب چھوٹ جائیگا اور قرآن کہیں بھی نہ مل سکے گا یہ بات اسوقت آپ کو ہلکی معلوم ہوتی ہے اور اسکی سچائی کا یقین نہیں آتا لیکن اگر اب پڑھنا چھوٹ جائے تو سو برس کے بعد آپ خود دیکھ لینگے کہ قرآن کہیں مل بھی نہ سکے گا اور اگر کہیں مل بھی گیا تو صحیح کیسے ہو سکتا ہی کیونکہ صحیح لکھا جانا سب اسی تلاوت اور حفاظت کی بدولت ہے اسوقت علم دین کی جو گت ہو رہی ہے ظاہر ہے تو اگر تلاوت بھی بالکل ترک کر دیجائے اور لوگوں کے ذہن سے قرآن اُتر جائے اور پھر کسی لفظ یا آیت میں غلطی کا شبہ ہو تو تبلایئے کس طرح مٹایا جائے اور کس طریقہ سے اطمینان ہو سکے گا بلکہ میں کہتا ہوں کہ اگر علم دین باقی بھی رہے تب بھی پڑھنا چھوڑ دینے کی صورت میں قرآن مجید کی صحت نہیں ہو سکتی مجھے اپنے بچپن کا قصہ یاد ہے کہ ایک مرتبہ میں نماز میں قرآن سُنا رہا تھا اور والد ماجد صاحب مرحوم سُن رہے تھے میں اُس زمانہ میں عربی کی چھوٹی چھوٹی کتابیں پڑھا کرتا تھا میں نے یہ آیت پڑھی فیومئذ لا یعذب

قرآن شریف کی تلاوت اور اس کی حفاظت کی ضرورت

علم دین کے باقی رہنے پر بھی صحت قرآن کے لئے حفظ کی ضرورت ہے

عَذَابَہٗ اَحَدٌ تو یُعَذِّبُ کی ذال کو زبر پڑھا اور یہ خیال ہوا کہ زیر پڑھنے سے معنی درست نہیں ہوتے والد صاحب مرحوم نے ٹوکا میں نے پھر وہی پڑھا انھوں نے دوبارہ ٹوکا میں نے پھر وہی پڑھا انھوں نے تیسری بار پھر ٹوکا تو میں نے انکے ٹوکنے سے ذال کا زیر پڑھا لیکن دل میں یہ خیال رہا کہ والد صاحب نے صحیح نہیں تبلایا جب سلام پھیرا تو انھوں نے پوچھا کہ تم اتنا اصرار کیوں کرتے تھے میں نے کہا زیر پڑھنے سے معنی نہیں بنتے اسلئے غلط ہے قرآن دیکھا گیا تو زیر نکلا میں نے وہم کی وجہ سے اور قرآن دیکھا سب میں وہی زیر نکلا آخر اپنی غلطی ظاہر ہوئی یہ مثال کے طور پر اپنا ایک واقعہ بیان کردیا ہے اسیطرح اور بہت سی غلطیاں ہوتی ہیں لیکن حفظ کی بدولت وہ سب صحیح ہوجاتی ہیں پس اگر حافظ باقی نہ رہیں تو عالموں کے موجود ہوتے پر بھی غلطی میں پڑ جانے کا اندیشہ ہے یہ سب حافظوں ہی کی بدولت ہے کہ قرآن صحیح موجود ہیں اب فرمایئے کہ حفظ کی کتنی ضرورت ثابت ہوئی۔ بلکہ میں ترقی کرکے کہتا ہوں کہ اگر حفظ کرنے کا سلسلہ بند ہوجائے اور پڑھنا پڑھانا چھوٹ جائے اور صحیح قرآن موجود ہوں تب بھی صحیح نہیں پڑھا جاسکتا۔ چنانچہ ایک واقعہ اسکی تائید میں بیان کرتا ہوں میرے بھائی ریل میں سوار تھے اور ایک تفسیر کی کتاب اُنکے ہاتھ میں تھی ایک صاحب بہادر بھی اسی درجہ میں سوار تھے بھائی سے کہنے لگے کہ میں اس کتاب کو دیکھ سکتا ہوں انھوں نے کہا دیکھیئے آپ نے رومال سے تفسیر کو اٹھاکر دیکھا تو اول ہی الٓرٰ نکلا صاحب بہادر نے بہت دیر تک اسکو سوچا جب سمجھ میں نہ آیا تو بھائی سے پوچھتے ہیں یہ کیا ہے آلو بھائی نے تفسیر ہاتھ سے لے لی اور کہا کہ یہ آپ کے دیکھنے کی نہیں ہے اب میں کہتا ہوں کہ آپ کی اس رائے کے قبول کرنے سے کہ قرآن پڑھنے کی ضرورت نہیں یہی روز بد دیکھنا پڑیگا کہ آپ بھی اُس انگریز کی طرح الٓرٰ کو آلو پڑھنے لگیں گے میں قسمیہ کہتا ہوں کہ جبتک کسی پڑھے ہوئے سے قرآن نہ پڑھا جائے اسوقت تک ممکن ہی نہیں کہ الٓرٰ اُسکے مثل دوسرے الفاظ کو صحیح پڑھ دیا جاوے آخر یہ کسطرح معلوم ہوگا کہ پڑھنے میں الف لام را علیحدہ پڑھے جاویں گے اور اگر کوئی کہے کہ اسکے

قرآن کا صحیح پڑھنا بدون حفظ کے ممکن نہیں
اور انگریز کی نظیر

صحیح پڑھنے کی ضرورت ہی کیا ہے تو اسکا جواب یہ ہے کہ ایسے لوگوں سے جو اس حد تک پہنچ چکے ہوں اسوقت ہماری گفتگو نہیں ہے۔ ایک اور دلیل حفظ قرآن کے ضروری ہونے کی بیان کرتا ہوں اور یہ دلیل اسوقت کے مذاق کے اعتبار سے بہت عجیب دلیل ہے اُسکے لئے اول دو باتیں سُن لیجئے پہلی بات یہ ہے کہ جتنی کتابیں دنیا میں ہیں جو آسمان سے اُتری ہیں یا زمین ہی پر بنائی گئی ہیں اُن سب میں کوئی کتاب بھی ایسی نہیں ہے کہ وہ یاد ہو کر یاد رہ بھی سکے اور اگر کسی نے یاد بھی کر لیا تو بہت بڑی حافظہ کی ضرورت ہے اور قرآن شریف بہت جلد یاد ہو جاتا ہے اور بہت تھوڑی عمر میں لڑکے اسکو حفظ کر لیتے ہیں چنانچہ قصبہ پانی پت میں تو اگر دس برس کا بچہ حفظ نہ کرے تو کہتے ہیں کہ کیا بوڑھا ہو کر حفظ کریگا۔ اور اکثر لڑکیاں بھی وہاں کی حافظ ہوتی ہیں اور قرأت جاننے والی لڑکیاں بھی بہتیری ہیں اور قرآن شریف کے حفظ کے ایسے عجیب وغریب قصے ہیں کہ لوگ سُنکر تعجب کرتے ہیں چنانچہ میرے ایک دوست بردوان کے رہنے والے ہیں اُنھوں نے تین مہینے سے بھی کم میں قرآن شریف حفظ کر لیا تھا ایک اور میرے دوست نے اپنے پیر یعنی میرے استاد کو خواب میں دیکھا کہ اُنھوں نے انکو اپنے سینہ سے لگایا اس سے انکے سینہ میں ایک نور داخل ہوا انھوں نے ایک صاحب سے یہ خواب بیان کیا انھوں نے تعبیر یہ دی کہ تم کو قرآن شریف حفظ ہو جائیگا چنانچہ انھوں نے یاد کرنا شروع کیا سو چھ مہینے میں اچھا خاصا حفظ ہو گیا ایک اور قصہ یاد آیا ایک واعظ مظفر نگر میں وعظ کہہ رہے تھے ایک آیت میں قصداً رکے اور جو لوگ اس مجلس میں موجود تھے اُن سے کہا کہ جتنے حافظ یہاں موجود ہیں کھڑے ہو جائیں تاکہ میں اُن سے یہ آیت پوچھ سکوں اسکو سنکر ایک بڑی جماعت کھڑی ہو گئی انھوں نے کہا کہ صاحبو مجھکو یہ آیت یاد ہے میں نے صرف یہ دکھلانا چاہا تھا کہ مسلمانوں کے اس چھوٹے سے مجمع میں اتنے حافظ موجود ہیں حالانکہ اسوقت حافظوں کو قصداً جمع نہیں کیا گیا بلکہ اتفاقیہ جمع ہو گئے ہیں۔ کیا دوسری کوئی قوم قصداً جمع کرکے بھی اتنے حافظ اپنی مذہبی کتاب کے دکھلا سکتی ہے غرض قرآن مجید بہت سہولت سے

ضرورت حفظ قرآن کی ایک اور عجیب دلیل

۸ حفظ قرآن کے متعلق عجیب حکایت

یاد ہوتا ہے ایک بات تو یہ ہوئی دوسری بات یہ ہے کہ اس زمانہ میں سب عقلمند اس بات کو مانتے ہوئے ہیں کہ نیچر ہر زمانہ میں اُس چیز کو پیدا کرتا ہے جسکی ضرورت ہوتی ہے اسکو شرع کے موافق عبارت میں کہتا ہوں کہ خدا تعالےٰ ہر زمانہ میں اُس چیز کو پیدا کرتے ہیں جسکی ضرورت ہوتی ہے اِن دونوں باتوں کے بیان ہوجانے کے بعد میں کہتا ہوں کہ اسکی کیا وجہ ہے کہ خدا تعالےٰ نے یہ مادہ طبیعت میں رکھدیا ہے کہ قرآن شریف بہت جلد یاد ہوجاتا ہے معلوم ہوا کہ واقع میں اسکے حفظ کی ضرورت ہے تو صاحبو اپنے نیچر کی تو مخالفت نہ کرو اگر تم شرعی ضرورت کو نہیں مانتے تو اس ضرورت کو تو مانوگے کیونکہ یہ تو تمہارے مذاق کے موافق ہے جیسے میں نے سُنا ہے کہ نول کشور کے ہاں ایک پتھر پر قرآن لکہا ہوا تھا اور وہ نالی پر رکھا ہوا تھا مولوی حبیب الرحمن صاحب سہارنپوری نے اُسے دیکھا تو اُس سے کہا منشی صاحب یہ تو ہمارے اور آپ کے دونوں کے نزدیک تعظیم کے لائق ہے ہمارے نزدیک تو قرآن ہونے کی وجہ سے اور آپکے نزدیک پتھر ہونیکی وجہ سے کہ بُت اسی سے بنائے جاتے ہیں اسیطرح میں کہتا ہوں کہ جو لوگ رسُول کی پیروی کرنے والے ہیں انپر تو رسول کے حکم سے قرآن کی حفاظت ضروری ہے اور جو لوگ نیچر کی تابعداری کرنے والے ہیں اُن پر نیچر کے کہنے سے اسکی حفاظت ضروری ہے پس ثابت ہوا کہ حافظ بننا ضروری ہے۔ ہاں آپ ڈرئیے نہیں میں یہ نہ کہونگا کہ ہر شخص حافظ ہو البتہ ہر شخص پر حفظ کو ضروری سمجہنا ضروری ہے مگر ضروری سمجہنے کی یہ علامت نہیں کہ صرف منہ سے کہنے لگو کہ ہم ضروری سمجہتے ہیں بلکہ اسکا ضروری ہونا دلمیں رچ جانا چاہیئے اور اسکا پتہ ظاہری حالت سے خود بخود چل جاتا ہے دیکھئے اگر کسی نے شراب نہ پی ہو تو اسپر کبھی بیہوشی ظاہر نہ ہوگی اگرچہ زبان سے کتنا ہی کہے کہ میں نے شراب پی ہے اور جب پی جائیگی تو فوراً ہی اُسکا اثر بھی ظاہر ہوگا اگرچہ اسکو کتنا ہی روکا جائے تو صرف یہ کہدینا کہ ہم ضروری سمجہتے ہیں کافی نہیں ہے بلکہ دل سے ضروری سمجہنا چاہیئے جسکا ثمرہ اثر بھی ظاہر ہو اور عمل بھی ہو اور اگر کہیئے کہ یہ کیا ضروری ہے کہ سارے کام ہم ہی کریں ضروری بھی ہم ہی سمجہیں اور اسپر عمل بھی ہم ہی کریں

۹

دُنیا میں اور لوگ بھی تو ہیں تو اسکا جواب یہ ہے کہ ضروری سمجھنے کے لیئے عمل کرنا لازم
ہے جب ضروری سمجھوگے تو عمل بھی اُسکے ساتھ ضرور ہوگا اس اعتراض پر مجھے ایک
حکایت یاد آئی حضرت مولانا محمود حسنؒ کے ہاں ایک طالب علم تھے نہایت ہی کم سمجھ
ایک مرتبہ سبق میں انھوں نے مولانا سے سوال کیا جسکے اندر کسی بات کا دعوی بھی
تھا مولانا نے فرمایا کہ اسکی دلیل بیان کرو تو آپ فرماتے ہیں کہ یہ کیا ضرور ہے۔
کہ سارے کام ہم ہی کریں دعوی بھی ہم ہی کریں دلیل بھی ہم ہی بیان کریں دعوی
ہم نے کر دیا ہے دلیل آپ بیان کر دیں اب غور کیجئے کہ اس حکایت پر تو سب کو
ہنسی آتی ہے لیکن اپنے اس خیال پر کہ ہم حفظ قرآن کو ضروری سمجھتے ہیں تو ہم کو
عمل کی کیا ضرورت ہے ہنسی نہیں آتی حالانکہ دونوں واقعے ایک ہی مرتبہ میں ہیں
صاحبو غور کرنے کا مقام ہے کہ اگر سب کے سب یہی خیال کریں کہ ہم کو صرف
ضروری سمجھنا کافی ہے اور اسپر عمل ایک بھی نہ کرے تو آخر قرآن شریف کو حفظ
کون کریگا کیا یہود اور نصاریٰ حفظ کرینگے۔ ہاں اسوقت جو رنگ پلٹ رہا ہے
اور جیسی زمانہ کی حالت بدلتی جا رہی ہے اسپر نظر کر کے یہ بھی کچھ تعجب نہیں کہ ایسا
ہو جائے کیونکہ اسوقت مسلمانوں نے اکثر قرآن شریف کو پڑھنا چھوڑ دیا ہے
اور دوسری قوموں نے اعتراض کرنے کی غرض سے پڑھنا شروع کیا ہے اگرچہ
ابھی تک اس انقلاب کی ابتدائی حالت ہے کہ سنبھالنے سے سنبھل سکتی ہے
لیکن اگر اسپر توجہ نہ کی گئی تو پچاس برس کے بعد یہ حالت ہوگی کہ مسلمان تو
اسلام سے دُور ہو جائینگے اور کافر اسلام سے قریب ہو جائینگے اور اسلام سے دُور
ہونے کا پہلا زینہ یہ ہے کہ خدا تعالے کو چھوڑ کر اور دین کو چھوڑ کر صرف دُنیا کمانے
پر ڈھل گئے اور دین کے حاصل کرنے کو مضر سمجھنے لگے کہ اس سے دُنیا میں خلل
پڑیگا حالانکہ اصل میں بات یہ ہے کہ حلال دنیا یعنی حلال مال سایہ کی طرح دین کے
ساتھ ساتھ ہے اگر کوئی سایہ کو پکڑنا چاہے تو اُسکی صورت یہی ہے کہ اصل چیز کو
حاصل کرے تو دنیا بھی جب ہی حاصل ہو سکتی ہے جبکہ دین کو مضبوطی کے ساتھ

اختیار کیا ہو۔ افسوس ہے کہ آجکل لوگ صرف مال اور عزت و مرتبہ کی طلب کو
مقصود سمجھتے ہیں دین کو کچھ بھی نہیں سمجھتے حالانکہ جو چیز جس وجہ سے مال اور عزت
سے مقصود ہوتی ہے وہ دین ہی کے حاصل کرنے سے پوری طرح نصیب ہوتی ہے
کیونکہ مال سے راحت و آرام مقصود ہوتا ہے اور عزت سے مقصود تکلیفوں سے
بچا رہنا ہے یعنی ہم کو بڑائی کی اتنی ضرورت ہے کہ ظالموں کے ظلم سے بچے رہیں
دیکھئے سقے چمار بیگار میں پکڑے جاتے ہیں لیکن جو عزت والے ہیں وہ نہیں پکڑے
جاتے تو یہ دونوں چیزیں آرام حاصل کرنے اور تکلیف سے بچے رہنے کیلئے ہیں
اب دیکھ لیجئے کہ جو لوگ خدا کے کام میں لگے ہیں انہیں کوئی بھی پریشانی میں مبتلا
نہیں بلکہ میں تو کہتا ہوں کہ اللہ والے اسقدر آرام میں ہیں کہ دنیا والوں کو ہرگز
اتنا آرام نصیب نہیں اور امتحان اسکا یہ ہے کہ اول ایک بڑے سے بڑے دنیا دار
کے پاس ایک مہینہ رہئے اسکے بعد اللہ والوں میں سے کسی کے پاس ایک مہینہ بھر
رہکر دیکھئے پھر دونوں کی حالت ملاکر اندازہ کیجئے آپ کو صاف معلوم ہوگا کہ وہ دنیادار
طرح طرح کی فکروں میں گھرا ہوا ہے اور یہ دیندار پریشانی سے بچا ہوا ہے ہر طرح
سے امن چین میں ہے پس مال سے جو چیز مقصود ہے وہ پوری طرح ان کو ہی
نصیب ہے نہ کہ دنیا داروں کو رہی عزت سو اس میں بھی اللہ والے دنیا داروں سے
زیادہ بڑھے ہوئے ہیں۔ عزت جس چیز کا نام ہے وہ انہیں حضرات کو نصیب ہے
کیونکہ عزت دو طرح کی ہوتی ہے ایک تو زبان سے اور ایک دل سے دنیا والوں کی
جو کچھ عزت ہوتی ہے وہ صرف زبان سے اور ہاتھ پیر سے ہوتی ہے یعنی لوگ ظاہر
میں انکی عزت کرتے ہیں دل میں کسی قسم کی وقعت انکی نہیں ہوتی اور اللہ والوں کی
عزت دل سے ہوتی ہے پس ثابت ہو گیا کہ مال اور عزت سے جو چیز مقصود ہے
وہ اللہ والوں ہی کو حاصل ہے۔

(۳) بعض لوگ ایسے ہیں کہ پورا مقصود تو انکا دنیا نہیں ہے اور دین اور دنیا
دونوں کو جمع کرنا چاہتے ہیں اور اسکو بہت بڑی خوبی اور کمال سمجھتے ہیں مگر یہ جمع

ہونا ایسا ہے جیسے ایک شخص سارے زنانے کپڑے پہنکر اُن کے ساتھ ایک ٹوپی بھی
پہن لے ظاہر ہے کہ جو شخص اسکو دیکھے گا ایک مسخری عورت کہے گا اسی طرح جو لوگ
دین و دنیا دونوں کو جمع کئے ہوئے ہیں انکو دیکھہ لیجئے کہ غالب انکے اوپر دنیا ہی
ہے ۔ مُسلمان کے دین و دُنیا کے جمع کرنے کے تو یہ معنی ہونے چاہئیں کہ اسپر دین
غالب ہو اور ضرورت کے لائق دنیا بھی لیتا ہو غرض مُسلمانوں کے لئے یہ ضروری
ہے کہ اُن میں سب کے سب دیندار ہوں اور چونکہ معاش کی بھی ضرورت ہی اسلئے
کچھ لوگ اس میں بھی لگیں اور کچھہ لوگ ایسے بھی ہونے چاہئیں کہ وہ صرف دین کی
خدمت کریں اور تمام قوم کی دینی باتوں میں کام آئیں کیونکہ اگر سب کے سب معاش
ہی کے حاصل کرنے میں لگ جائیں تو دین کا سلسلہ آگے کو نہیں چل سکتا مثلاً
سر رشتہ تعلیم ہی کو لیا جائے کہ اگر اسمیں کوئی نہ جائے تو ساری نوکریاں بند ہو جائینگی
اسی طرح دین کے کام میں بھی اگر کوئی نہ لگے تو یہ کام بند ہو جائیگا اسلئے ضروری ہے
کہ ایک جماعت صرف دین کی خدمت کرنیوالی ہو کہ یہ لوگ اسکے سوا اور کوئی کام نہ
کریں دنیا میں اسکی مثال دیکھہ لو کہ قانون کا حکم ہے کہ جو شخص سرکار کا ملازم ہو وہ
دوسرا کام نہیں کر سکتا چنانچہ اگر کسی نے کیا تو اسکو یا تو ملازمت چھوڑنے پر مجبور کیا
گیا یا دوسرا کام اس سے چھوڑوا دیا گیا اسیطرح سید صاحب کو دیکھئے کہ انکو دنیا کی
دھن تھی تو اُنہیں کیا حالت تھی کہ اپنی زندگی اور آسایش سب اسمیں صرف کر دی میں
کوئی چیز نہیں ہوں لیکن یہ حالت ہے کہ جب کبھی کوئی کتاب لکھتا ہوں تو راتوں
کو نیند نہیں آتی پنسل کاغذ پاس لیکر سوتا ہوں اور راتوں کو اٹھ اٹھ کر جو کچھ یاد آتا ہی
اُسکو لکھتا ہوں تو اگر ایسے شخص کو کوئی دوسرا کام دیدیا جاوے تو نتیجہ یہ ہوگا کہ یہ
بھی خراب ہوگا اور وہ بھی ۔ ایک شاعر کی حکایت مشہور ہے کہ وہ نماز پڑھ رہا تھا کہ
ایک مصرع سوجھا فوراً نماز توڑ دی اور اس مصرعہ کو لکھا اگرچہ یہ اسکی حرکت اچھی نہ
تھی لیکن اس سے یہ معلوم ہو گیا ہوگا کہ ایک جماعت کا ایسا ہونا ضروری ہے کہ وہ
دین کے کام کے سوا اور کوئی کام نہ کرے اور اس جماعت پر یہ الزام بھی بالکل انصاف کے

۱۲

(باقی آئندہ)

بتلا دیے ہیں کہ انکی مخالفت جائز نہیں لغت میں تعزیر کے معنے ادب دینا تعظیم کرنا آتے ہیں سو یہ امر بھی خدا تعالیٰ کے احکام کی عزت و تعظیم کیلئے قائم کیا گیا ہے تاکہ لوگوں کے دلوں میں احکام الٰہی کی عزت و شوکت قائم رہے اور ان کی ہتک عزت نہ ہو اور یہ دونوں افعال غیر مباحہ کی سزا میں مقرر ہوئے ہیں۔

اور کفارہ وہ ہے جو ایسے امور میں بطور بدلہ و تاوان کے مقرر ہو جو اصل میں مباح ہوں مگر کسی عارضی سبب سے حرام ہو جائیں مثلاً ماہ رمضان اور حالت احرام میں جماع کرنا کہ اول کا کفارہ یہ ہے کہ ایک روزے کے بدلے پے درپے دو ماہ روزے رکھے یا ساٹھ مساکین کو دو وقت کھانا کھلاوے اور ثانی کا کفارہ قربانی دینا ہے اعلام الموقعین میں لکھا ہے

واما التعزیر ففی کل معصیۃ لا حد فیہا ولا کفارۃ فان المعاصی ثلثۃ انواع نوع فیہ الحد ولا کفارۃ فیہ ونوع فیہ الکفارۃ ولا حد فیہ ونوع لا حد فیہ ولا کفارۃ فالاول کالسرقۃ والزنا والقذف والثانی کالوطی فی نہار رمضان والوطی فی الاحرام والثالث قبلۃ الاجنبیۃ والخلوۃ بہا ودخول الحمام بغیر میزر واکل المیتۃ والدم ولحم الخنزیر ونحو ذلک فاما النوع الاول فالحد فیہ مغن عن التعزیر واما الثانی فہل یجب مع الکفارۃ فیہ تعزیر ام لا علی قولین واما الثالث نفیہ التعزیر قولا واحدا۔

ترجمہ۔ تعزیر ان گناہوں میں مشروع ہے جنمیں کوئی حد اور کفارہ نہیں ہے کیونکہ گناہ کے تین اقسام ہیں ایک وہ قسم ہے جنمیں حد مقرر ہے اور کفارہ ان میں مقرر نہیں ہے اور ایک وہ قسم ہے جنمیں کفارہ ہے اور حد مقرر نہیں ہے اور ایک وہ قسم ہے جنمیں نہ کوئی حد مقرر ہے اور نہ کفارہ ہے پہلی قسم جیسے چوری زنا۔ تہمت لگانا ان میں حد مقرر ہے اور دوسری قسم یعنی وہ جنمیں صرف کفارہ مقرر ہے حد نہیں جیسے ماہ رمضان کے دن میں یا حالت احرام میں جماع کرنا اور تیسری قسم یعنی وہ جنمیں نہ کوئی حد ہے اور نہ کفارہ ہے صرف تعزیر ہے جیسے اجنبی عورت کا بوسہ لینا اور اسکے ساتھ علیحدہ مکان میں بیٹھنا اور حمام میں بغیر ازار کے داخل ہونا اور مردار و گوشت خوک کھانا وغیرہ سو پہلی نوع میں حد ہی تعزیر کی جگہ کافی ہے اور دوسری میں آیا کفارہ کے ساتھ تعزیر بھی واجب ہے

۴۱

یا نہیں اسمیں دو قول ہیں۔ اور تیسری میں محض تعزیر ہے بلا اختلاف۔

وجہ حرمت وعدہ شکنی

عہد شکنی اسلئے حرام ہے کہ جس انسان کے ساتھ وعدہ کیا جاتا ہے وعدہ شکنی سے اسکو ضرور تکلیف پہونچتی ہے اسکو وعدہ کنندہ پر اعتبار و انتظار سا رہتا ہے جب وعدہ کنندہ دیدہ و دانستہ کسی کو ضرر و تکلیف پہنچانے کی غرض سے ناحق وعدہ توڑتا ہے تو حظیرۃ القدس سے اسپر لعنت الٰہی برستی اور ملائکہ رحمت کی توجہ اس سے برگشتہ ہوجاتی ہے اور ملال و حزن کی صورتیں اسکے دامنگیر ہوجاتی ہیں یہی وجہ ہے کہ خدا تعالےٰ نے اوفوا بالعقود کا امر فرمایا ہے تاکہ انسان نقض عہد کی وجہ سے مستحق لعنت نہ بنیں۔

داڑھی رکھنے اور مونچھونکے کٹوانے کی وجہ

۴۲ داڑہی ایسی چیز ہے کہ اس سے چھوٹے بڑے کی تمیز ہوسکتی ہے اور مردوں کیلئے ایک قسم کا جمال اور انکی شکل کو پورا کرنے والی ہے اسواسطے اسکا بڑھانا ضروری ہوا اور اسکا ترشوانا مجوس کا طریقہ ہے اور اسمیں خلق الٰہی کی تغییر بھی پائی جاتی ہے داڑہی ترشوانے کی وجہ سے بڑے بڑے سردار اور خاندانی لوگ رذیلوں میں شمار ہوجاتے ہیں تمام انبیاء صلحا داڑھی رکھتے آئے ہیں اگر داڑہی منڈوانے میں کوئی مصلحت اور فائدہ ہوتا تو وہ سب سے پہلے منڈواتے کیونکہ ایسے لوگ تمام دنیا کے لئے بہتری و بھلائی کا نمونہ بنکر آیا کرتے ہیں اور مونچھیں کٹوانے کی وجہ یہ ہے کہ جسکی مونچھیں بڑی بڑی ہوتی ہیں جب وہ کچھہ کھاتا یا پیتا ہے اسمیں بھر جاتی ہیں اور میل کچیل میں آلودہ رہتی ہیں اور یہ بھی مجوس کا طریقہ ہے جسکی نسبت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں خالفوا المشرکین قصوا الشوارب واعفوا اللحی یعنی مشرکوں کی مخالفت کرو مونچھیں ترشواؤ اور داڑھیاں بڑھاؤ۔

عقوق والدین کی حرام ہونیکی وجہ

والدین اولاد کی تربیت میں ایسے ایسے شدائد جھیلتے اور انکی پرورش میں محنتیں

اور مشقتیں اپنی جانوں پر برداشت کرتے ہیں جو محتاج بیان نہیں ہیں اسلیئے والدین کی خدمت گذاری کرنا لازمی طریقہ قرار دیا گیا۔

شطرنج بازی۔کبوتر بازی۔بٹیر بازی۔پتنگ بازی تاش بازی وغیرہ کی حرمت کی وجہ

بعض لوگ غم غلط کرنیوالی چیزوں میں مشغول ہوجاتے ہیں یہ ایسی چیزیں ہیں جسکی وجہ سے دنیا و آخرت کی ضروریات سے بیفکری ہو جاتی ہے اور اوقات ضائع ہو جاتے ہیں جیسے شطرنج اور کبوتر بازی اور بٹیر بازی اور دیگر جانوروں کا لڑانا وغیرہ انسان جب ان چیزوں میں مشغول ہو جاتا ہے تو پھر اسکو کھانے اور پینے اور ضروریات کی خبر نہیں رہتی بلکہ بسا اوقات پیشاب پاخانہ روکے بیٹھا رہتا ہے اور وہاں سے نہیں ٹلتا پھر اگر ایسی چیزوں میں مشغول رہنے کا دستور عام ہو جاوے تو یہ لوگ تمام شہر پر بوجھ پڑجائیں اور اپنی جان کی ان کو خبر نہ رہے اسلیئے ان مشاغل سے منع کر دیا گیا چنانچہ ایک بار نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے ایک شخص کو ایک کبوتر کے پیچھے جاتے دیکھا تو فرمایا کہ ایک شیطان ہے جو کہ ایک شیطان کے پیچھے جاتا ہے اسیطرح آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جانوروں کے لڑانے سے منع فرمایا ہے شطرنج کے بارہ میں بھی روایات موجود ہیں اور ایسے ہی مفاسد جن جن امور میں ہوں وہ سب بھی اس حکم میں شریک ہونگے

۴۳

مردوں کو سونا اور ریشم پہننے کے ممنوع ہونے کی وجہ

(۱) سونا ایک ایسی چیز ہے جسپر عجمی لوگ فخر کرتے ہیں اگر ایسے ہی اغراض سے سونیکے زیور پہننے کا عام دستور جاری ہو جاوے کہ مرد اور عورت سب کو عام ہو جاوے تو کثرت سے طلب دنیا کی ضرورت پڑے بخلاف چاندی کے کہ اس میں مردوں کو صرف انگشتری کی اجازت دینے سے یہ مفسدہ لازم نہیں آتا رہی یہ بات کہ عورتوں کو کیوں

اجازت ہوئی سو اصل یہ ہے کہ عورتوں کو آراستگی کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے تاکہ انکے خاوندوں کو رغبت ہو یہی سبب ہے کہ تمام عرب و عجم میں بہ نسبت مردوں کے عورتوں کی آراستگی کا زیادہ تر دستور ہے اسلئے ضروری ہوا کہ عورتوں کو بہ نسبت مردوں کے زیادہ زینت کی اجازت دیجائے لہذا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مع اظہار اس فرق کے فرمایا ہے احل الذهب والحریر لاناث امتی وحرم علی ذکورها یعنی سونا اور ریشم میری امت کی عورتوں کے لئے حلال کیا گیا ہے اور مردوں پر حرام کیا گیا ہے ایک اور حدیث میں ہے کہ ایک شخص کے ہاتھ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے سونے کی انگوٹھی دیکھکر فرمایا تم میں سے جو شخص آگ کا انگارا چاہے وہ اسکو اپنے ہاتھ میں لے اور حریر کے متعلق فرمایا من لبس الحریر فی الدنیا لم یلبسه یوم القیمة یعنی جس نے دنیا میں حریر پہنا تو وہ قیامت کے دن اسکو نہ پہنے گا یہ تو پہننے کے متعلق تھا باقی اور طرق استعمال میں مرد اور عورت اور چاندی اور سونا سب برابر ہیں چنانچہ سونے اور چاندی کے برتن میں پانی پینا آپ نے فرمایا لا تشربوا فی آنیة الذهب والفضة ولا تاکلوا فی صحافها فانها لهم فی الدنیا ولکم فی الآخرة۔ ترجمہ سونے اور چاندی کے برتن میں مت پیو اور نہ انکی رکابی میں کھاؤ کیونکہ انکے لئے تو وہ دنیا میں ہیں اور تمہارے لئے آخرت میں ہیں۔

(۲) عورتوں کے لباس و تشبیہ سے مردوں کو متمیز کرنا ضروری تھا لہذا سونا و چاندی و ریشم پہننا بالعموم عورتوں کے لئے مخصوص ہوا اور باستثناء انگشتری سیم مردوں کے لئے حرام ہوا اسی امر کی طرف حضرت ابن قیم اشارہ فرماتے ہیں بتحریم الذهب والحریر علی الرجال حرم الله ذریعة التشبه بالنساء الملعون فاعله یعنی سونا اور ریشم کو مردوں پر حرام کردینے سے معلوم ہوا مشابہت کرنے کے ذریعہ کو حرام فرما دیا ہے جسکے فاعل پر لعنت وارد ہوئی ہے۔

(۳) خدا کو نہایت عیش پسندی ناپسند ہے حریر کا لباس پہننا اور سونے چاندی کے برتنوں کا استعمال کرنا یہ ایسے اُمور ہیں کہ انسان کو اسفل السافلین میں گرا دیتے ہیں

اور فکروں کو تاریک خیالات کی طرف پھیر دیتے ہیں غرض یہ تو معلوم ہوا کہ نہایت درجہ کی عیش پسندی خراب امر ہے لیکن وہ کوئی باقاعدہ منضبط امر نہیں جسکے مواقع ظاہری نشانوں سے ایسے متمیز ہوں جنکی وجہ سے ہرایک ادنیٰ اور اعلےٰ سے بازپرس کر سکیں چنانچہ لوگوں کی حالت مختلف ہونے سے عیش پسندی کی بھی حالت یکساں نہیں ہوا کرتی بعض لوگوں کے سامان عیش اوروں کی نظر میں تنگی عیش ہوتی ہے اور بعض لوگوں کی نظر میں جو شے جید ہوتی ہے اوروں کی نظر میں وہی جید ناقص ہوا کرتی ہے اسوجہ سے شرع نے جب عیش پسندی کی خرابیاں بیان کیں تو ان اشیاء کا خصوصیت کے ساتھ ذکر کر دیا کہ جن سے لوگ صرف عیش و آرام ہی کے لئے منتفع ہوا کرتے ہیں اور ان سے لوگوں میں عیش حاصل کرنے کی عادت شائع ہو گئی ہے اور شرع نے عجمی اور رومی لوگوں کو ان اشیاء پر متفق پایا تھا اسواسطے شرع نے کمال عیش و آرام کے مواقع ان خاص امور کو قرار دیکر انکو حرام کر دیا اور بطریق قدرت جن اشیاء سے نفع اٹھایا جاتا ہے یا اطراف ممالک میں انکی عادت ہے انپر شارع نے کچھہ التفات نہیں کیا اسلئے حریر اور سونے چاندی کے برتن محرم ابواب سے شمار کئے گئے اور ان پر وعید بھی ارشاد فرمائی گئی چنانچہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں لا تاکلوا فی اٰنیۃ الذھب والفضۃ ولا تشربوا فی صحافھا فانھا لھم فی الدنیا ولکم فی الاٰخرۃ اور فرمایا الذی یشرب فی اٰنیۃ الذھب والفضۃ انما یجرجر فی بطنہ نار جھنم۔ ترجمہ نہ کھاؤ سونے اور چاندی کے برتنوں میں اور نہ پیو چاندی سونے کے پیالوں میں کیونکہ یہ برتن منکرین اسلام کے لئے دنیا میں ہیں اور تم کو آخرت میں ملینگے جو شخص سونے چاندی کے برتن میں پیتا ہے اسکے پیٹ میں دوزخ کی آگ جنبش کریگی۔

اور یہ حرکت کھانے اور پینے ہی کے ساتھ مخصوص نہیں ہے بلکہ ساری وجوہ نفع کو شامل ہے لہذا حلال نہیں ہے کہ چاندی اور سونے کے برتن کے ساتھ غسل یا وضو کرے یا ان سے تیل ملے یا سرمہ دانی بنائے اور اسی تقریر سے غیر اہل اسلام کے ساتھ لباس وغیرہ تشبہ کرنے کی ممانعت معلوم ہو گئی ہو گی کہ مقصود تبعید ہے

انکے اوضاع واطوار سے اسکی بہت صاف نظیر مردونکا زنانہ لباس پہننے سے طبعاً منقبض ہوتا ہے۔

تصویر رکھنے کی ممانعت کی وجہ

اسمیں بُت پرستی کا دروازہ مفتوح ہوتا ہے (حجۃ اللہ) یعنی جب اسکی عام عادت ہوجاویگی اور عام میں ہر طرح کے لوگ ہوتے ہیں ادہر دیکھنے والے مختلف فہم کے ہوتے ہیں تو ضرور کسی نہ کسی وقت اس میں یہ مفسدہ پیدا ہوگا جیسا پہلے ہوچکا کہ خاص بنانے والوں نے پرستش نہیں کی محض بزرگون کی یادگار بنائی تھی پھر آخر اسکی نوبت پہنچی اسیوقت دیکھ لیجئے کہ باوجود علوم قدیمہ وعلوم جدیدہ کی روشنی پھیلنے کے ایک بڑے معزز بیرسٹر صاحب کی حکایت سنی ہے کہ وہ صبح اٹھکر اپنے پیر کی تصویر کو نہایت ادب و تعظیم سے تسلیم بجالاکر پھر کوئی اور کام کرتے ہیں جب انگریزی خوانوں کے ایک اعلےٰ طبقہ میں ایسے افراد اب موجود ہیں تو بالکل عامی آدمی پر کیا اعتماد رہا اسلئے تصویر رکھنے کو عقلاً بھی ضرور حرام کہنا چاہیئے۔

کتاب الفرائض

جائداد میں حقدارونکے حصّے مقرر ہونے کی وجہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی فرض نصیباً من المیراث لکل احد من الرجال والنساء لیصون الناس من الاعتداء علی حقوق الاقرباء والصلوۃ والسلام علی رسولہ خاتم الانبیاء وعلی الذین اتبعوا الھدی وطریق الاستواء۔

اما بعد واضح ہو (۱) اسلام نے میت کی جائداد میں حقداروں کے حصے اسلئے معین و مقرر کئے ہیں کہ حقداروں کے حقوق محفوظ رہیں اگر میت کے اقربا، اور والیوں میں سے کل جائداد کا ایک ہی شخص کو اختیار کلی دیا جاتے اور دوسرے اقربا، کے حصے باہمیں مقرر نہ ہوں تو اکثر ایسے افراد ہوتے ہیں کہ جائداد کو اپنی ذاتی اغراض میں اڑا دیتے ہیں اور اپنے فوائد و اغراض و عیش کے سوائے دوسرے حقدار و نکی غور و پرداخت اور انکے حقوق کی پروا نہیں کرتے اور جائداد میں ظالمانہ تصرف شروع کر دیتے ہیں حتے کہ سارے ترکہ کو اپنے عیش و عشرت میں خورد و برد کر دیتے ہیں لہذا خدا تعالےٰ نے ان ظالمانہ کارروائیوں کو روکنے اور انکے انسداد کے لئے جائداد میں ہر ایک حقدار کے حصے معین فرما دیئے تاکہ ایک ہی شخص دوسرے حقداروں کے حصوں کو اپنی اغراض میں خورد و برد نہ کر سکے بلکہ حصوں کے مطابق جائداد سب اہل حقوق لیکر اپنے اپنے حصہ سے آزادی کے ساتھ منتفع ہوں اور اسی کے قریب قریب اس رسم میں خرابی ہے جو بعض جگہ جاری ہے کہ ولد اکبر مالک باقی دوسرے اہل حق گذارہ خوار چنانچہ ان لوگوں کے ظالمانہ تصرفات کا رات دن مشاہدہ ہو رہا ہے جسکا کچھ علاج ایسا نہیں جو سہولت سے ہر گذارہ خوار اسکا استعمال کر سکے چنانچہ میراث کے حصے مقرر ہونے کی فلاسفی خدا تعالےٰ نے قرآن کریم میں یہ بیان فرمائی ہے کہ اقربائے میت کے حقوق ضائع ہو کر خورد برد نہ ہو جائیں للرجال نصیب مما ترک الوالدان والاقربون وللنساء نصیب مما ترک الوالدان والاقربون مما قل منہ او کثر نصیبا مفروضا الی قولہ تعالیٰ الذین یاکلون اموال الیتامی ظلما انما یاکلون فی بطونھم نارا وسیصلون سعیرا یوصیکم اللہ فی اولادکم للذکر مثل حظ الانثیین الآیۃ (پ ۴ سورہ نساء)

اس جگہ یتیمی کا ذکر خصوصیت سے اسلئے فرمایا کہ بسا اوقات میت کے چھوٹے چھوٹے بچے پیچھے رہجاتے ہیں اور بڑے بیٹے یا میت کے دوسرے اقربا سارے مال کو خورد برد کر دیتے ہیں لہذا ایسا کرنے میں سخت وعید وارد ہوئی پھر حصص کی تفصیل کیلئے مذکورہ بالا آیات کے آگے یوصیکم اللہ کی عبارت شروع ہوتی ہے جسکا مفصل ذکر

٤٧

آگے آویگا یہ تو مصلحت اہل جائداد کی تھی باقی خود جائداد کی بھی اسمیں مصلحت ہے وہ یہ کہ کسی بڑی سے بڑی جائداد میں بھی متعدد حصہ داروں کے حقوق اور حصے معین و متشخص ہونا اسکے لئے حفاظت و استحکام کا موجب ہے کیونکہ ہر ایک حصہ دار اپنے معین حقوق کی وجہ سے اس مشترکہ جائداد کی بہتری و بہبودی کے لئے سعی کریگا پس جس جائداد کے حقدار زیادہ ہونگے اسی قدر اسکے لئے استحکام کا سبب ہے یہ تو مشترک رہنے کی صورت میں ہے اور اگر تقسیم کریں تو ہر شخص اپنے نفع کے لئے اسکی ترقی کیلئے ایسا خاص اہتمام کریگا کہ درصورت ایک شخص کے اصل مالک اور دوسروں کے گذارہ خوار ہونے کے ایسا اہتمام ممکن نہ تھا کیونکہ ایسے امر میں کون سعی کرتا ہے جس سے زیادہ منتفع دوسرے لوگ ہوں یہ تو فی نفسہ خواص ہیں ہر شخص کے مالک مستقل ہونے کے باقی اگر کوئی اپنا حصہ بالکل اڑانے لگے اور اس مصلحت سے کوئی شخص قانون میراث کو خلاف حکمت سمجھے اس اڑانے کا ذمہ وار اس شخص کی بدتدبیری و قلت تدبر ہے اسکا اگر اعتبار کیا جائے تو میراث ہی کی کیا تخصیص ہے جس شخص کو اپنے مکسوبہ اموال میں بھی ایسا کرتے دیکھو بس اس سے چھینکر اس سے بڑے بھائی کو حوالہ کردو پھر یہ فطری امر ہے کہ اپنی چیز اپنے ہاتھ سے اڑانا اسقدر زیادہ نہیں جتنا اپنی چیز دوسرے کے ہاتھ میں ہونے کے وقت اُن دوسروں کا دست نگر ہونا اور باقی اگر کسی کا ذوق ہی باطل ہو گیا ہو تو اس سے خطاب ہی نہیں۔

۴۸

حقیقت تقسیم میراث

منجملہ اُصول میراث یہ ہے کہ اسکا مدار تین امور پر ہے ایک تو میت کے بعد اسکی جگہ اسکی عزت اور مرتبہ میں اور جو باتیں اس قسم کی ہیں ان میں اسکا قائم مقام ہونا کیونکہ انسان کی اس بات میں بڑی کوشش ہوتی ہے کہ اسکے بعد اسکا کوئی قائم مقام رہے۔

دوسرا خدمت اور غمخواری اور محبت اور شفقت اور جو باتیں اس قسم کی ہیں تیسرا قرابت جو ان دونوں باتوں پر بھی مشتمل ہے اور تینوں میں زیادہ تر اس تیسری بات کا اعتبار مقدم ہے

(باقی آئندہ)

یعنی تم ایک پارہ خاک ہو تو جس طرح کہ تم کو زندہ کر دیا اسیطرح ساری خاکوں کو بھی جاننا
چاہیئے مطلب یہ ہے کہ دیکھو آخر تم بھی تو خاک ہی سے بنے ہو اور زندہ ہو تو جسطرح کہ اُس
خاک میں جسمیں سے کہ تم بنے ہو قابلیت حیّ ہونے کی تھی اسیطرح اوروں میں بھی
موجود ہے ورنہ ترجیح کی کیا وجہ ہے تو بس جسطرح کہ تم زندہ ہوئے اسیطرح اور جمادات
بھی زندہ ہو سکتے ہیں اور انکے اندر بھی حیات ہو سکتی ہے اس میں اشکال ہی کیا ہے
مگر ہاں اتنی بات ضرور ہے کہ۔

مُردہ زینسو نید وزان سو زندہ اند　　　خامش اینجا وانطرف گویندہ اند

یعنی اس طرف سے تو مُردہ ہیں اور اس طرف زندہ ہیں اور اس جگہ تو خاموش ہیں
اور اس طرف بولنے والے ہیں اسی مضمون کو مولانا نے ایک اور جگہ بہت صاف
فرمایا ہے ؎ خاک و باد و آب و آتش بندہ اند ✦ با من و تو مردہ با حق زندہ اند ✦ تو انکی
حیات اگر ہم کو نہ معلوم ہو تو اس سے انکی حیات کی نفی تو نہیں ہو سکتی آگے فرماتے ہیں کہ

۱۳۷

چون ازان سو شان فرستد سوئے ما　　　آن عصا گردد سوئے ما اژدہا

یعنی جب اُسطرف سے اُن کو ہماری طرف بھیج دیتے ہیں تو وہی عصا ہماری طرف اژدہا
بنجاتا ہے مطلب یہ ہے کہ اس طرح تو یہ سب مُردہ ہیں مگر جب اُدھر سے حکم ہو جاتا
ہے تو وہی اشیا کبھی ادھر بھی بشکل حی نظر آتی ہیں جیسے کہ عصا جماد ہے مگر جب اُسکو
حکم ہوا کہ اپنی اُس حیات مستور کو دُنیا والوں پر بھی ظاہر کر دو تو وہ ادھر بھی زندہ ہو کر
ظاہر ہو گیا اسکی مثال ایسی سمجھو کہ جیسے کہ ایک شخص شاہی دربار کا رعیت کے سامنے
آکر چپ بیٹھ جاتا ہے تو رعیت کے لوگ اسکو گونگا خیال کرتے ہیں ایک روز بادشاہ
بولے کہ آج جاکر رعایا میں لکچر دو اس نے آکر بولنا شروع کیا تو سب کی آنکھیں کھل
گئیں کہ اللہ اکبر یہ تو بڑا مقرر ہے اسیطرح جب ان اشیا کو حکم ہوتا ہے تو یہ بھی اپنی
حیات کو اس عالم میں ظاہر کر دیتی ہیں اور دیکھو ان کا شعور اس آیت سے معلوم ہوتا ہے

کہ قرآن شریف میں ہے۔ قال لہما وللارض ائتیا طوعاً او کرہاً قالتا اتینا طائعین۔
یعنی آسمان اور زمین سے کہا کہ تم یا تو طوعاً آؤ یا کرہاً تو انھوں نے عرض کیا کہ ہم طوعاً
حاضر ہوتے ہیں تو دیکھو ایک تو انکا حاضر ہونا بطور حکم تکوینی کے تھا اسمیں تو انکے شعور کی
ضرورت نہ تھی اور یہ کرہاً میں داخل ہے مگر جب انھوں نے عرض کیا کہ ہم طوعاً حاضر ہوتے
ہیں تو اس سے معلوم ہوا کہ وہ سمجھہ بوجھ کر خود حاضر ہوئے تھے تو دیکھو اُنکے اندر شعور تھا
جب تو انھوں نے ایسا کیا اور پھر اہل کشف نے تو عجیب عجیب حیرت انگیز امور ظاہر کئے
ہیں جنکا انکار بہت مشکل ہے پس معلوم ہوا کہ انکے اندر بھی شعور موجود ہے کہ یہ حکم خداوندی
کو مانتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ یہ حکم خداوندی ہے آسکی آگے نظیر بیان فرماتے ہیں کہ۔

کوہہا ہم لحن داودی کند جوہر آہن بکف مومے شود

یعنی پہاڑ بھی لحن داودی کرتے ہیں اور جوہر آہن دست داود علیہ السلام میں مومی کرتا
ہے تو اگر اُسکے اندر شعور نہیں ہے تو ہر ایک ہاتھ میں موم کیوں نہیں ہوجاتا معلوم ہوتا ہے
کہ وہ داود علیہ السلام کے ہاتھ کو شناخت کرتا تھا جب تو صرف اُنکے ہاتھ میں موم
ہوجاتا تھا۔

باد حمال سلیمانی شود بحر با موسے سخندانی شود

یعنی ہوا سلیمان علیہ السلام کی حمال ہوجاتی ہے اور دریا موسے علیہ السلام کے ساتھ
ایک سخندان بنجاتا ہے تو دیکھو اگر وہ سلیمان علیہ السلام کو اور موسے علیہ السلام کو
نہ پہچانتے تھے اور انکے اندر شعور نہ تہا تو اُن کا کہنا کسطرح مانتے تھے ہمارا کہا نہ مان لیں
معلوم ہوا کہ شعور ہے۔

ماہ با احمد اشارت بین شود نار ابراہیم را نسرین شود

یعنی احمد صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چاند اشارت بین ہوتا ہے اور نار ابراہیم علیہ السلام

کے لیئے تسخیر ہوجاتی ہے یہ ساری علامتیں شعور کی ہیں۔

خاک قارون را چو ماری در کشد اُستن حنانہ آید در رشد

یعنی قارون کو خاک سانپ کی طرح کھینچتی ہے اور استن حنانہ ہدایت میں آتا ہے یہ ساری علامات اُنکے اندر شعور ہونے کی ہیں آگے اور لو۔

سنگ بر احمدؐ سلامے میکند کوہ یحییٰ را پیامے میکند

یعنی پتھر احمد صلے اللہ علیہ وسلم پر سلام کرتا ہے اور یحییٰ علیہ السلام سے پہاڑ پیام کہتا ہے یہ تو قصے خاص تھے آگے عام طور پر فرماتے ہیں کہ۔

جملۂ ذرات عالم در نہان با تو مے گویند روزان و شبان

۱۳۹

یعنی عالم کے تمام ذرے چپکے چپکے تم سے رات دن یہ کہہ رہے ہیں کہ۔

ما سمیعیم و بصیریم و خوشیم با شما نامحرمان ما خامشیم

یعنی ہم سمیع ہیں اور بصیر ہیں اور خوش ہیں (مگر) تم نامحرموں کے ساتھ ہم خاموش ہیں یعنی وہ کہہ رہے ہیں کہ ہمارے اندر حیات بھی ہے نطق بھی ہے سب کچھ ہے مگر چونکہ تم لوگ نامحرم ہو اسلیئے تمہارے آگے خاموش ہیں اور نہیں بولتے مولانا فرماتے ہیں کہ

چون شما سوئے جمادے مے روید محرم جان جمادان کے شوید

یعنی چونکہ تم (حالت) جمادی کیطرف جارہے ہو تو جان جمادان کے محرم کسطرح ہوسکتے ہو مطلب یہ کہ جب تم عالم اسفل کی طرف متوجہ ہو تو تم کو انکی حیات کی کیا خبر خبر تو جب ہو جبکہ تم قلب میں نور پیدا کرو آگے اسیکو فرماتے ہیں کہ۔

از جمادے عالم جانہا روید غلغل اجزائے عالم بشنوید

یعنی جمادی سے عالم ارواح میں جاؤ تو اجزائے عالم کا غلغلہ سُنو اُسوقت تو یہ حالت ہو کہ

فاش تسبیح جمادات آیدت وسوسہ تاویلہا بربایدت

یعنی تسبیح جمادات تمہارے پاس ظاہر طور پر آویں اور وساوس اور تاویلوں کو ربودہ کر دیں مطلب یہ کہ جبکہ اس عالم سے توجہ الگ کر کے اُس عالم کی طرف متوجہ ہوگے تو پھر ان جمادات کی تسبیح تم کو صاف طور پر سُنائی دیگی اور جسقدر وساوس اور تاویلیں اب تمہارے ذہن میں اسکے متعلق ہیں سب زائل ہو جاوینگی۔

چون ندارد جان تو قندیلہا بہر بینش کردہ تاویلہا

یعنی جبکہ تمہاری جان انوار نہیں رکھتی تو اُس نے سمجھنے کے لئے تاویلیں کی ہیں (اور کہتے ہو کہ)

دعوی دیدن خیال عار بود بلکہ مر بینندہ را دیدار بود

یعنی دیکھنے کا دعوی کرنا خیال عار کا تھا بلکہ خود دیکھنے والے کو دیدار تھا مطلب یہ ہے کہ مولانا فرماتے ہیں کہ تمہارے اندر انوار باطن تو تھے نہیں کہ جس سے تم ان جمادات کے نطق کا ادراک کرتے لہذا اُس میں تاویلیں کرنے لگے اور انکے شعور اور انکے نطق کے معنی گھڑنے لگے اور کہنے لگے کہ ان اشیاء کے دیکھنے کا قائل ہونا کہ یہ دیکھتی ہیں اور انکے اندر شعور ہے یہ ایک ایسا خیال ہے کہ جو قابل عار ہے اور بالکل غلط ہے بلکہ انکے نطق اور انکے دیدار کے یہ معنی ہیں کہ انکو دیکھکر اُس بینندہ کو عبرت ہوتی ہے اور یہ سبب نطق اور ذکر اور تسبیح کا ہو جاتی ہیں تو سبب کی طرف نسبت کر دیا گیا ورنہ یہ فعل ہے مسبب کا تو اس قسم کے معنی گھڑنا یہ سب اسیوجہ سے ہے کہ تم کو نور باطن حاصل نہیں ہے آگے خود اس کی توضیح فرماتے ہیں۔

کہ غرض تسبیح کے ظاہر بود دعوی دیدن خیال وغے بود

یعنی کہ تسبیح سے مقصود ظاہری (تسبیح) کب ہے اور دیکھنے کا دعوی خیال اور گمراہی ہے۔

بلکہ ہر بینندہ را دیدار آن — وقت عبرت میکند تسبیح خوان

یعنی بلکہ ہر دیکھنے والے کے لئے انکا دیدار عبرت کے وقت تسبیح خواں کر دیتا ہے۔

پس چو از تسبیح یادت میدہد — این دلالت ہمچو گفتن مے بود

یعنی بس جبکہ تم کو تسبیح سے یاد دلاتی ہے تو یہ دلالت مثل کہنے کے ہو جاتی ہے مطلب یہ کہ تم یہ تاویل کرتے ہو کہ اس سے جو عبرت ہوتی ہے تو اسیکو اُن کے ناطق ہونے سے تعبیر کر دیا مولانا فرماتے ہیں کہ۔

این بود تاویل اہل اعتزال — وائے آنکس کو ندارد نور حال

یعنی یہ اہل اعتزال کی تاویل ہوا کرتی ہے تو اُس شخص پر افسوس ہے جو کہ نور حال نہ رکھے۔

١٤١

چون ز حسّ بیرون نیاید آدمی — باشد از تصویر غیبی اعجمی

یعنی جبکہ آدمی حس سے باہر نہ ہو (اور اسی میں مقید رہے) تو وہ تصویر غیبی سے نادان ہوا کرتا ہے مطلب یہ کہ جو شخص کہ اس دنیاوی دہندوں میں لگا ہوا ہے اور ان سے ابھی باہر نہیں ہوا وہ اس عالم غیب کے حالات سے بالکل ناواقف رہتا ہے ہاں جو کہ ان سے نکل گیا اسکو سب کچھہ حاصل ہوگا آگے فرماتے ہیں کہ۔

این سخن پایان ندارد مار گیر — مے کشید آن مار را با صد زحیر

یعنی یہ باتیں تو کہیں انتہا ہی نہیں رکھتیں مارگیر اس سانپ کو سیکڑوں مصیبتوں سے کھینچ رہا ہے مطلب یہ کہ اجزائے عالم کی حیات اور قدرت حق کے بیان کی تو کہیں انتہا ہی نہیں ہے تو اب اسکو یہیں ترک کر کے قصہ مارگیر بیان کرو کہ وہ اسکو کسطرح کھینچ رہا ہے

تا بہ بغداد آمد آن ہنگامہ خواہ تا نہد ہنگامہ بر چار راہ

یعنی وہ ہنگامہ کا طالب بغداد میں آیا تاکہ چوراہہ پر ہنگامہ کو رکھے یعنی اس نے چاہا کہ کسی چوراہے پر مجمع کرے۔

بر لب شط مرد ہنگامہ نہاد غلغلہ در شہر بغداد اوفتاد

یعنی (دجلہ کی) پٹری کے کنارے اُس آدمی نے مجمع رکھا تو تمام شہر بغداد میں شور مچ گیا کہ

مار گیرے اژدہا آوردہ است بوالعجب نادر شکاری کردہ است

یعنی ایک سپیرا ایک اژدہا لایا ہے اور اس بوالعجب نے ایک عجیب شکار کیا ہے۔

جمع آمد صد ہزاران خام ریش صید او شد ہر یک آنجا از خریش ۱۴۲

یعنی لاکھوں احمق وہاں جمع ہو گئے اور اپنے گدہے پن سے اس سپیرے کا شکار بن رہے تھے یعنی اسے پیسے دے دیکر پھنس رہے تھے۔

منتظر ایشان و او ہم منتظر تا کہ جمع آیند خلق منتشر

یعنی وہ لوگ بھی منتظر تھے اور یہ شخص بھی منتظر تھا تاکہ لوگ جو کہ ابھی منتشر ہیں جمع ہو جاویں یعنی وہ اسکا منتظر تھا کہ مجمع خوب زیادہ ہو جاوے اور یہ جانتا تھا کہ

مردم ہنگامہ افزوں تر شود کدیہ و توزیع نیکوتر شود

کہ لوگوں کا مجمع خوب زیادہ ہو جاوے اور بھیک اور بخشش خوب ہو جاوے۔

جمع آمد صد ہزاران ژاژ خا حلقہ کردہ پشت پا بر پشت پا

یعنی لاکھوں بیہودہ حلقہ کرکے ایک پر ایک جمع ہو گئے۔

حلقہ گردا و چو زر گرد عریش — ہمچنان کہ بت پرستان بر گنیش

یعنی اُس سپیرے کے گرد حلقہ کئے ہوئے جیسے کہ انگور گرد ٹٹی کے اور جیسے کہ بت پرست (حلقہ کئے ہوئے) گنیش پر ہوں غرضکہ لوگ ٹوٹے پڑتے تھے۔

مرد را از زن خبر نے ز ازدحام — رفتہ درہم چون قیامت خاص و عام

یعنی ازدحام کی وجہ سے مرد کو عورت کی خبر نہ تھی اور قیامت کی طرح خاص و عام ایک دوسرے میں گھسے ہوتے تھے

چون ہمی خراقہ جنبانید او — مے کشیدند اہل ہنگامہ گلو

یعنی جب وہ ڈگڈگی ہلاتا تھا تو ہنگامے والے غل مچاتے تھے لوگوں کی تو یہ حالت اور اُن اژدہا صاحب کی کیفیت ملاحظہ ہو۔

۱۴۳

اژدہا کز زمہریر افسردہ بود — زیر صد گونہ پلاس و پردہ بود

یعنی اژدہا جو کہ جاڑے کی وجہ سے ٹھٹرا ہوا تھا وہ سیکڑوں قسم کے ٹاٹوں اور پردہ کے نیچے تھا یعنی اس سپیرے نے اسکو خوب دبا رکھا تھا تاکہ کوئی دیکھ نہ لے اور جب لوگ خوب جمع ہو جاویں اُسوقت اسکو کھولے۔

بستہ بودش بارسنہائے غلیظ — احتیاطے کردہ بودش آن حفیظ

یعنی اسکو سپیرے نے موٹی رسیوں میں باندھ رکھا تھا اور اس حفیظ نے خوب احتیاط کر رکھی تھی

در درنگ و اتفاق و انتظار — و زہیاہوئی و فغان بے شمار

یعنی دیر اور جمع ہونے اور انتظار کی وجہ سے اور بے انتہا ہائے ہوئے اور فغاں کی وجہ سے۔

وز غلو خلق و مکث و طمطراق تافت بر آن مار خورشید عراق

یعنی لوگوں کے غلو سے اور ٹھیرنے سے اور دھوم دہام کی وجہ سے اس سانپ پر عراق کا خورشید چمک آیا (چونکہ عراق میں گرمی زیادہ ہوتی ہے اسلئے خورشید عراق کہدیا) مطلب یہ کہ ان چیزوں کے انتظار میں گرمی خوب ہوگئی۔

آفتاب گرم سیرش گرم کرد رفت از اعضائے او اخلاط سرد

یعنی آفتاب تیز روشن نے اسکو گرم کردیا اور اسکے اعضا میں سے سردی کے اخلاط جاتے رہے یعنی وہ جو ٹہٹر رہا تھا وہ افسردگی گرمی پہنچنے سے اس میں سے زائل ہوگئی۔

مردہ بود و زندہ گشت او از شگفت اژدہا بر خویش جنبیدن گرفت ۱۴۴

یعنی وہ مردہ تھا اور وہ تعجب سے زندہ ہوگیا اور اژدہا نے خود ہلنا شروع کیا مطلب یہ کہ اسکو جو گرمی پہنچی تو وہ ہلنے لگا تب لوگوں کو سخت تعجب ہوا کہ ارے مردہ زندہ ہوگیا یا یوں تعجب ہوا کہ ارے یہ تو مردہ نہ تہا بلکہ زندہ ہی تہا۔

خلق را از جنبش آن مردہ مار گشت شان آں یک تحیر صد ہزار

یعنی لوگوں کو اس مردہ سانپ کی جنبش سے انکا وہ ایک تحیر لاکھ حصہ ہوگیا یعنی اول تو صرف اسکے عظم جسم ہی کی حیرت تھی اب وہ حیرت اور بھی بڑہ گئی۔

با تحیر نعرہ ہا انگیختند جملگان از جنبشش بگریختند

یعنی حیرت کے ساتھ نعرے مار رہے تھے اور سارے کے سارے اُس کی جنبش کی وجہ سے بھاگ گئے۔

(باقی آئندہ)

کتاب عجائب القلب من ربع المهلكات

الحديث اعدى عدوك نفسك التى
بين جنبيك البيهقى فى كتاب
الزهد من حديث ابن عباس
وفيه محمد بن عبد الرحمن بن غزوان
احد الوضاعين قلت لكن
معناه فى القرآن قوله تعالى
ان النفس لامارة بالسوء
لان الامر بالسوء لا يكون
الا من اعدى العدو وكذا فى الحديث
وهو المجاهد من جاهد نفسه و
سياتى فى كتاب رياضة النفس
فان الجهاد لا يكون الا مع العدو
الحديث رجعنا من الجهاد الاصغر
الى الجهاد الاكبر البيهقى فى الزهد
من حديث جابر وقال هذا اسناد
فيه ضعف وتمامه فى كتاب رياضة
النفس قيل يا رسول الله وما الجهاد
الاكبر قال جهاد النفس قلت فى
روح المعانى فى تفسير اية وجاهدوا

کتاب عجائب القلب از ربع مہلکات

حدیث تیرا سب سے بڑا دشمن تیرا نفس ہی جو تیری
بغل میں موجود ہے روایت کیا اسکو بیہقی نے کتاب
الزہد میں ابن عباس کی حدیث سے اور اسکی سند
میں محمد بن عبد الرحمن بن غزوان ہے جو منجملہ
وضاعین حدیث کے ہے میں کہتا ہوں لیکن یہ
مضمون قرآن میں ہے کہ نفس بری بات کی بہت
فرمایش کرنے والا ہے کیونکہ بری بات کی فرمایش
کرنا بڑے دشمن ہی کا کام ہے اور اسی طرح
حدیث میں بھی ہے اور وہ حدیث یہ ہے کہ بڑا
مجاہد وہ ہے جو اپنے نفس سے جہاد کرے۔
اور یہ حدیث کتاب ریاضۃ النفس میں آوے گی
کیونکہ جہاد بھی دشمن ہی کے ساتھ ہوتا ہے۔
حدیث ہم جہاد اصغر سے جہاد اکبر کی طرف
واپس آئے روایت کیا اسکو بیہقی نے کتاب
الزہد میں جابر کی حدیث سے اور کہا کہ اس
اسناد میں ضعف ہے اور یہ پوری حدیث کتاب
ریاضۃ النفس میں ہے وہ یہ کہ عرض کیا گیا کہ یا
رسول اللہ جہاد اکبر کیا چیز ہے آپنے فرمایا نفس
کیساتھ جہاد کرنا میں کہتا ہوں کہ روح المعانی میں

علاج انتہاء النفس
عداوت نفس
۶۹

فی الله حق جهاده اخرج البیهقی عن جابر قال قدم علی رسول الله صلی الله علیه وسلم قوم غزاة فقال قدمتم خیر مقدم من الجهاد الاصغر الی الجهاد الاکبر قیل وما الجهاد الاکبر قال مجاهدة العبد هواه وفی اسناده ضعف معفو فی مثله **ف** کون مدلول الحدیثین من مقاصد الفن ظاهر۔

۷۰ **الحدیث** ان لربکم فی ایام دهرکم نفحات الحدیث متفق علیه من حدیث ابی هریرة وابی سعید وقد تقدم وتمامه الا فتعرضوا لها قلت الله اعلم کیف نسب هذا الحدیث الی الشیخین فقد نسبه العزیزی الی الطبرانی عن محمد بن مسلمة بهذا اللفظ وفیه فتعرضوا له وفی نسخة لها ان یصیبکم نفحة منها

جهاد النفس

وجاهدوا فی اللہ حق جہادہ کے تحت میں ہے کہ بیہقی نے حضرت جابر سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک جماعت غازیوں کی آئی آپ نے فرمایا تم بہت اچھا آنا آئے جہاد اصغر سے جہاد اکبر کیطرف آئے عرض کیا گیا کہ جہاد اکبر کیا چیز ہے۔ آپ نے فرمایا بندہ کا مجاہدہ کرنا اپنی ہوائے نفسانی کے ساتھہ اور اسکی اسناد میں ایسا ضعف ہے جو ایسے مضمون میں معاف ہے **ف** ان دونوں حدیثوں کے مضمون کا (کہ مجاہدہ نفس کی ترغیب ہے) مقاصد فن سے ہونا ظاہر ہے۔

حدیث تمہارے ایام عمر میں تمہارے پروردگار کے فیوض (وارد ہوتے) ہیں روایت کیا اسکو شیخین نے ابوہریرہ اور ابوسعید کی حدیث سے اور یہ پہلے بھی آچکی ہے اور اس کا تتمہ یہ ہے کہ ہاں سن لو اور اون فیوض کے لیے آمادہ رہو۔ میں کہتا ہوں کہ خدا جانے عراقی رحمہ نے اس حدیث کو شیخین کیطرف کیسے منسوب کردیا کیونکہ عزیزی نے اسکو طبرانی کیطرف منسوب کیا ہے محمد بن مسلمہ سے اسی لفظ کے ساتھہ اور اوسمیں ایک نسخہ میں (فتعرضوا کے بعد) لہ ہے اور ایک نسخہ میں لہا ہے (اور اوسمیں یہ بھی ہے) شاید تمکو اون (فیوض)

فلا تشقون بعدها ابداً
قال الشیخ حدیث حسن
وفیہ فی معنی نفحات
ای تجلیات مقربات
یصیب بها من یشاء من عبادہ
(ص ۱۱۷ ج ۲) **ف** فیہ دوام
المراقبۃ ونعم ما قیل
فیہ کانہ ترجمۃ لہ ؎
یک چشم زدن غافل ازان شاہ نباشی
شاید کہ نگاہی کند آگاہ نباشی
الحدیث یقول اللہ عز وجل
لقد طال شوق الابرار الی
لقائی الحدیث لم اجد لہ
اصلا الا ان صاحب الفردوس
اخرجہ من حدیث ابی
الدرداء ولم یذکر لہ ولدہ
فی مسند الفردوس اسنادا وتمامہ
وانا الی لقائہم اشد شوقا
قلت فہو من تعلیقات
صاحب الفردوس ومعناہ وارد
فی الحدیث من الصحیح من احب لقاء اللہ

میں سے کوئی فیض پہونچ جائے جس کے بعد پھر
کبھی تم شقی نہو شیخ نے کہا کہ یہ حدیث حسن ہے
اور اسمیں نفحات کے معنی میں یہ کہا ہے یعنی ایسی
تجلیات جو (خدا تعالی کا) مقرب بنادیں اپنے
بندوں میں جسکو چاہیں پہونچادیں **ف**
اس حدیث میں دوام مراقبہ (مذکور) ہے
اور اس مضمون میں کسی نے خوب کہا ہے گویا
اس کا ترجمہ ہی ہے ؎
یک چشم زدن غافل ازاں شاہ نباشی
شاید کہ نگاہے کند آگاہ نباشی
حدیث اللہ تعالی فرماتے ہیں نیک بندوں کا
شوق میرے ملنے کا بہت بڑھ گیا الخ میں نے
اس حدیث کی اصل نہیں پائی مگر صاحب فردوس نے
اسکو ابو الدرداء کی حدیث سے روایت کیا ہے
اور اونکے بیٹے نے مسند الفردوس میں اسکی
کوئی سند ذکر نہیں کی اور اس کا تتمہ یہ ہے
کہ میں اون کے ملنے کا اون سے زیادہ مشتاق
ہوں میں کہتا ہوں۔پس یہ حدیث منجملہ تعلیقات
صاحب فردوس کے ہے اور اس کا مضمون
صحیح حدیث میں وارد ہے وہ حدیث یہ ہے کہ
جو شخص اللہ تعالی سے ملنا چاہتا ہے اللہ تعالی

دوام استحضار الحضور
دوام استحضار حضور

۱۷

الشوق والمحبۃ — شوق و محبت

۱ احب اللہ لقاءہ فان الشوق احد اٰثار المحبۃ **ف** فیہ اثبات المحبیۃ والمحبوبیۃ للعبد

اوس سے ملنا چاہتا ہے کیونکہ شوق آثار محبت میں سے ایک اثر ہے **ف** اس حدیث میں اثبات ہے بندہ کے محب ہونیکا بھی اور محبوب ہونیکا بھی ؛

صحۃ تنبیہات القلب السلیم — معتبر ہونا تنبیہات قلب سلیم

الحدیث اذا اراد اللہ بعبدہ خیرا جعل لہ واعظا من قلبہ ابو منصور الدیلمی فی مسند الفردوس من حدیث ام سلمۃ واسنادہ جید **ف** فیہ صحۃ تنبیہات القلب السلیم۔

حدیث جب اللہ تعالیٰ اپنے بندہ کیساتہ بہلائی چاہتے ہیں تو اوس کے لیئے اوس کے قلب میں سے ایک واعظ مقرر کردیتے ہیں روایت کیا اسکو ابو منصور دیلمی نے مسند الفردوس میں ام سلمہ کی حدیث سے اور اسکی اسناد جید ہے **ف** اس حدیث سے تنبیہات قلب سلیم کا معتبر ہونا ثابت ہوتا ہے

۷۲ ۱ **الحدیث** قال اللہ تعالیٰ ما وسعنی ارضی ولا سمائی ووسعنی قلب عبدی المومن اللین الوادع لم ارلہ اصلا وفی حدیث ابی عتبۃ قبلہ عند الطبرانی بعد قولہ وآنیۃ ربکم قلوب عبادہ الصالحین واحبھا الیہ الینھا وارقھا قلت۔

حدیث اللہ تعالیٰ نے فرمایا مجکو نہ میری زمین سما سکتی ہے اور نہ میرا آسمان اور مجکو میرے مومن بندہ کا قلب جسمیں نرمی اور اطمینان (کی صفت) ہے سما لیتا ہے۔ میں نے اس حدیث کی کوئی اصل نہیں دیکھی اور اس کے قبل جو ابو عتبہ کی حدیث طبرانی میں ہے اوسمیں اس قول کے بعد (وآنیۃ ربکم قلوب عبادہ الصالحین) یہ ہے (واحبھا الیہ الینھا وارقھا) ان دونوں قول کا ترجمہ یہ ہے کہ تمہارے پروردگار کیظروف اوس کے صالح بندوں کے قلوب ہیں اور سب قلوب میں اللہ کے نزدیک زیادہ محبوب وہ قلوب ہیں جو بہت نرم اور بہت رقیق ہوں

(باقی آئندہ)

یہ بھی سید صاحب ہی نے رُکوائے ہیں۔

حاشیہ حکایت (۵۰) یہ ہیں برکات جو کرامات و تصرفات سے بھی اکمل ہیں (**شت**)

(۵۱) خانصاحب نے فرمایا کہ میرے اُستاد میانجی محمدی صاحب بیان فرماتے تھے کہ جب سید صاحب سیر کو تشریف لیجاتے تھے تو بڑے بڑے لوگ شکار بند پکڑا کرتے تھے ہم بھی چاہتے تھے کہ یہ شرف ہمیں بھی نصیب ہو مگر ہمیں موقع نہ ملتا تھا لیکن ایک روز موقع ملگیا اور میں شکابند پکڑے ہوئے سید صاحب کے ساتھ چلا۔ خانم کے بازار میں ایک کوچہ تھا اور اس کوچہ کے نکڑ پر ایک رنڈی کا مکان تھا اور اسمیں جو رنڈی رہتی تھی وہ نہایت حسین اور بڑی لکھی تھی اور اسکے یہاں معمولی آدمیوں کا گذر نہ تھا بلکہ بڑے بڑے لوگ بیٹھا کرتے تھے سید صاحب جب اسکے مکان کے پاس کو نکلے تو اتفاق سے وہ اپنے دروازہ پر کھڑی تھی اور تمام لباس سرخ تھا سید صاحب اس جگہ ذرا ٹھٹکے اور ایک نظر اسکی طرف دیکھا اسکے بعد گھوڑا بڑھا کر آگے روانہ ہوگئے۔ آپ بیس پچیس قدم ہی چلے ہونگے کہ اتنے میں وہ رنڈی روتی ہوئی اور یہ آواز دیتی ہوئی آئی کہ اے میاں سوار خدا کے واسطے ذرا گھوڑا روک لے آپ نے گھوڑا روک لیا اور وہ بے تحاشا گھوڑے کے اگلے دونوں پاؤں کو لپٹ گئی اور پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی سید صاحب ہر چند فرماتے ہیں کہ بی بی سُن تو سہی بات تو بتلا تو کون ہے اور کیوں روتی ہے گھوڑے کے پاؤں چھوڑ دے اور اپنا مطلب کہہ مگر وہ نہیں مانتی اور برابر گھوڑے کے پاؤں پکڑے ہوئے رو رہی ہے تھوڑی دیر میں اسے افاقہ ہوا اور اسنے کہا کہ میاں میں بیوہ ہوں اور توبہ چاہتی ہوں اور کچھ نہیں چاہتی سید صاحب نے فرمایا کہ اسوقت تیرے مکان میں کچھ لوگ ہیں اسنے کہا کہ جی ہاں۔ سید صاحب نے فرمایا کہ توبہ کے بعد نکاح بھی کریگی اسنے کہا کہ جی ہاں نکاح بھی کرونگی اور جو آپ فرمائینگے وہ کرونگی آپ نے فرمایا کہ تیرا دل کسی سے نکاح کو چاہتا ہے تو اسنے کہا کہ جی ہاں فلاں سے آپ نے فرمایا کہ وہ کہاں ہے۔ اس نے کہا کہ اسوقت میرے مکان میں ہے۔

۵۷

آپ نے فرمایا کہ مکان میں کوئی اور بھی ہے اُس نے کہا کہ جی ہاں کئی آدمی ہیں سید صاحب نے اُس طوائف سے اور مجھ سے فرمایا کہ جاؤ سب کو بلا لاؤ۔ ہم گئے تو اُسوقت دس آدمی تھے ان میں سے نو تو آگئے مگر وہ نہیں آیا جس سے وہ نکاح کرنا چاہتی تھی جس شان سے وہ رنڈی آئی تھی اُسی شان سے یہ لوگ بھی آئے اور وہ بھی سب کے سب تائب ہوگئے اب آپ نے رنڈی سمیت سب سے فرمایا کہ تم لوگ اکبری مسجد میں چلو میں بھی آتا ہوں چنانچہ وہ سب اکبری مسجد میں چلے گئے اور آپ آگے بڑھ گئے اُسکے بعد آپ نے مجھ سے فرمایا کہ میاں محمدی تم نے دیکھا کہ یہ ہم نے کیا کیا میں نے عرض کیا کہ ہاں حضور دیکھ لیا آپ نے فرمایا کہ میاں سُنو اس قسم کی باتیں یہود نصاری مجوس اور جوگی بھی کرتے ہیں بعض میں نظر کی قوت ہوتی ہے بعض میں دماغی بعض میں قلبی بعض میں آواز کی قوت ہوتی ہے مگر وہ قوت کسبی ہوتی ہے اور مجھے جو قوت عطا ہوئی ہے وہ وہبی ہے اگر تم کسی کے اندر ایسی قوت دیکھو تو میں نصیحت کرتا ہوں کہ فوراً اُسکے معتقد نہ ہوجانا اور اُسکو بزرگ نہ سمجھ لینا بلکہ جسکو متبع سنت دیکھو تو گو ان قوتوں میں سے کوئی قوت بھی اُسکے اندر نہ دیکھو اُسکے معتقد ہونا یہ فرما کر آگے چلے اور جنگل میں پہونچکر فرمایا کہ الحمدللہ میں اللہ کا وہ بندہ ہوں جسکے لئے مچھلیاں پانی میں اور چیونٹیاں سوراخوں میں دعا کرتی ہیں اور جس طرف کو میں نکل جاتا ہوں وہاں کے درخت اور جانور تک مجھے پہچانتے اور سلام کرتے ہیں اس قصہ کو یہاں چھوڑ کر میں اسوقت مولانا نانوتوی کا ایک ملفوظ سناتا ہوں جو اس مقام کے مناسب ہے آپ نے فرمایا کہ قبول عام کی دو صورتیں ہیں ایک وہ قبول جو خواص سے شروع ہو کر عوام تک پہونچے اور دوسرا وہ جو عوام سے شروع ہو اور اسکا اثر خواص تک بھی پہونچ جائے پہلا قبول علامت مقبولیت ہے نہ کہ دوسرا کیونکہ حدیث میں جو مضمون علامت مقبولیت آیا ہے وہ یہ ہے کہ اول بندہ سے اللہ تعالی محبت کرتے ہیں پھر وہ ملاء اعلے کو محبت کا حکم دیتے ہیں اور ملاء اعلے اپنے سے نیچے والوں کو اور وہ اپنے سے نیچے والوں کو یہانتک کہ وہ حکم اہل دنیا تک آتا ہے اور جو

۵۸

ترتیب ملاء اعلیٰ میں تھی اُسی ترتیب سے اُسکی محبت دُنیا میں پھیلتی ہے کہ پہلے اس سے اچھے لوگوں کو محبت ہوتی ہے اسکے بعد دوسروں کو پس جو مقبولیت اسکے برعکس ہوگی وہ دلیل مقبولیت نہ ہوگی اسکے بعد فرمایا کہ دیکھو جب جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی رسالت کا اعلان فرمایا ہے تو اوّل وہ لوگ معتقد ہوئے جو اس زمانہ میں سب سے اچھے تھے اُسکے بعد وہ لوگ جو ان سے کم تھے اسکے بعد وہ لوگ جو ان سے کم تھے اور اخیر میں اچھے اور بُرے سب زیر اثر آگئے حتیٰ کہ کچھ آپکے ماننے والے منافقین بھی تھے اور اسی بناء پر جو ہجرت سے پہلے مسلمان ہوچکے تھے وہ سب سے افضل ہیں اور انکے بعد وہ جو بدر سے پہلے مسلمان ہوئے اور انکے بعد وہ جو احد سے پہلے مسلمان ہوئے پھر وہ جو خندق سے پہلے مسلمان ہوئے پھر وہ جو صلح حدیبیہ سے پہلے مسلمان ہوئے پھر وہ جو فتح مکہ سے پہلے مسلمان ہوئے اور فتح مکہ کے بعد تو سبھی مطیع ہوگئے اور آپ کی مقبولیت بہت ہی عام ہوگئی۔ یہ بیان فرماکر فرمایا کہ سید صاحب اور شاہ عبد العزیز صاحب اور انکے خاندان کی مقبولیت بھی اسی ترتیب سے ہوئی ہے کہ اوّل اُنکے معتقد اہل کمال ہوئے ہیں اور اُسکے بعد انکی مقبولیت عام ہوئی ہے اور اسیطرح ہمارے حضرت حاجی صاحب کی مقبولیت ہوئی ہے کہ اول انکے معتقد خواص ہوئے اسکے بعد انکی مقبولیت عام ہوئی مگر حاجی..... شاہ کی مقبولیت اول کن لوگوں میں ہوئی ہے ویسے ہی رسول میں۔ اور عموم شہرت کے بعد اگر کوئی اللہ کا بندہ پھنس گیا تو وہ قابل اعتبار نہیں۔ اسی سلسلہ میں مجھے ایک اور قصہ یاد آگیا وہ یہ کہ ایک مرتبہ حاجی...... شاہ علی گڈہ آئے چونکہ مشہور آدمی تھے اسلئے نواب لطف علی خان صاحب کو بھی ان سے ملنے کا شوق ہوا اور انھوں نے گاڑی منگائی جب انھوں نے پائدان پر پانوں رکھا تو اتفاق سے ایک خادم نے کہا کہ میاں آج حاجی صاحب کے پاس تمام شہر کی رنڈیاں اکھٹی ہوکر آئی تھیں مگر نواب صاحب نے اسکو غلط سمجھا اور بہت ناخوش ہوئے جب دوسرے خادم نے دیکھا کہ نواب صاحب کو یقین نہیں آیا تو اس نے کہا کہ میاں واقعی ایسا ہوا ہے جب انھوں نے سمجھ لیا کہ واقعہ ٹھیک ہے تو نواب یوسف علی خان سے فرمایا

کہ لا حول ولا قوۃ الا باللہ۔ یہ شخص ملنے کے قابل ہے ہم تو اسواسطے جاتے تھے کہ انکی صحبت سے خدا کی محبت نیکیوں کی طرف رغبت گذشتہ گناہوں پر ندامت اور آیندہ گناہوں سے نفرت پیدا ہوگی۔ مگر معلوم ہوا کہ وہ بڑا شہدہ ہے ہم چھوٹے شہدے۔ پھر کیوں جائیں یہ کہکر جانا موقوف کر دیا اور گاڑی بان کو حکم دیا کہ گاڑی لیجاؤ ہم نہ جائینگے۔ اسکے بعد ایک قصہ اور یاد آگیا۔ نواب لطف علی خاں کوئی مقدس لوگوں میں نہ تھے مگر بزرگوں سے تعلق تھا لیکن اس تعلق کا یہ اثر تھا کہ باوجودیکہ سرسید سے انکی بہت دوستی تھی مگر جب انکے تیجے کے چنے پڑے گئے ہیں اور مولوی .... انصاری اس میں شریک ہوئے تو اس روز سے نواب صاحب نے مولوی .... سے سلام کرنا چھوڑ دیا تھا۔ یہ شاہ صاحب کے خاندان کے ان متوسلین کی حالت تھی جو دنیا دار تھے ان ضمنی مضامین کے بعد میں اصل قصہ کی طرف لوٹتا ہوں میانجی صاحب نے فرمایا کہ سید صاحب سیر سے لوٹ کر اکبری مسجد میں آتے تو وہ رنڈی اور وہ نو آدمی سب کے سب اکبری مسجد میں موجود تھے آپ نے سب کو بیعت کیا اور ان میں سے ایک شخص کے ساتھ جس سے وہ رنڈی رضامند ہوگئی تھی اُسکا نکاح کر دیا اور وہ رنڈی باوجودیکہ بہت دولتمند تھی مگر اس نے اپنی تمام دولت اور گھر بار کو چھوڑ دیا اور پھر اپنے گھر نہیں گئی۔ جب سید صاحب نے سکھوں پر جہاد کیا ہے تو یہ سب لوگ جہاد میں شریک ہوئے اور وہ نو آدمی تو شہید ہوگئے مگر اس رنڈی کا حال نہیں معلوم ہوا کہ اسکا کیا انجام ہوا یہ رنڈی ایک دوسری رنڈی کے ساتھ (جو مولوی اسمٰعیل صاحب شہید کے ہاتھ پر تائب ہوئی تھی اور اس رنڈی کا نام موتی تھا اور اسکی توبہ کا قصہ حکایت نمبر ۵۵ میں آئے گا) مجاہدین کے گھوڑوں کا دانہ دلا کرتی تھی اور دانہ دلتے دلتے اسکے ہاتھوں میں گٹے پڑ گئے تھے حافظ محمد اکبر صاحب خانپوری بیان فرماتے تھے کہ میں نے ان دونوں رنڈیوں کو دیکھا ہے۔ ایک مرتبہ میں نے ان سے پوچھا کہ بتلاؤ تو سہی تم اپنی پہلی حالت میں خوش تھیں یا اس حالت میں تو انھوں نے جواب دیا کہ ہم درحقیقت مصیبت میں تھے اور اب ہمیں جو راحت ہے اسکو ہم بیان نہیں کر سکتے اسوقت ہمارے ایمان کی یہ حالت ہے کہ اگر ہم اپنا ایمان پہاڑ پر رکھدیں تو پہاڑ بھی زمین میں دھنس جاوے

(باقی آئندہ)

اکسیر حیات
سرتاج مقویات
معدہ کی حالت قابل رشک بنانیکے لئے اگر کوئی شے ہو سکتی ہے تو وہ یہی اکسیر حیات ہے اسکے ذریعہ
سیروں دودھ اور کئی چھٹانک گھی مکھن روزانہ آسانی سے ہضم ہو کر خون صالح پیدا کرتا ہے اور بھوک
ناقابل برداشت لگتی ہے تمام اعضاء رئیسہ قوی ہو کر چہرہ اور بدن پر سُرخی اور فربہی آجاتی ہے۔
خوراک ایک رتی۔ فی ڈبیہ دو تولہ قیمت ایکروپیہ (عہ) محصولڈاک خرچہ پیکنگ ذمہ خریدار +
ملنے کا پتہ:۔ حکیم سید عزیز الدین نصرتی چرتھاول ضلع مظفر نگر
جدید الطبع وعظ مسمے بہ
الباطن
یہ وہی وعظ چھپکر تیار ہوا ہے جسکی تلاش و تمنا اکثر حضرات کو تھی جسکا کیفیت کا نقشہ درج ذیل ہے قیمت ۴
بیان الامراء ترجمہ تاریخ الخلفاء
مؤلفہ علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ
مترجمہ مولانا مولوی حکیم شبیر احمد صاحب انصاری مدظلہم العالی
اسکے مطالعہ سے تاریخ اسلام پر پورا عبور ہو جاتا ہے۔ ساتھ ہی یہ بھی معلوم ہو جاتا ہے کہ خلافت کس طرح اور کس کس پر منتقل
ہوتی رہی اسمیں خلیفہ اول حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالے عنہ سے لیکر ۹۰۳ھ تک کے خلفاء کے حالات درج کر دیے
ہیں۔ قیمت
المشتہر:۔ محمد عثمان مالک کتب خانہ اشرفیہ دریبہ کلاں دھلی

خریداران الہادی کیواسطے رعایتی فہرست

تصنیفات حضرت سیدی و مرشدی حکیم الامۃ مجدد الملۃ حافظ قاری حاجی مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب مد فیوضہم

نام کتاب	عام قیمت	رعایتی قیمت
اصلاح الرسوم۔ رسوم مروجہ کا رد اور انکی اصلاح کا طریقہ۔	٦ر	۴ر
الاستبصار فی فضل الاستغفار	ار	٠ر
اخبار الزلزلة	ار	٠ر
اخبار بنی۔	ار	ــر
اصلاح الخیال۔ غلبہ سے جن لوگوں کو اتباع شریعت میں شبہات و شکوک و اوہام پیدا ہوئے ہیں وہ تمام تر شبہات اور انکے مدلل جوابات جمع کئے گئے ہیں نہایت مفید ہے۔	۳ر	۲ر
اصلاح ترجمہ حیرت مرزا حیرت صاحب دہلوی کے ترجمہ کلام مجید کی غلطیوں کی اصلاح۔	۱ر	ــر
اوراد رحمانی و اذکار سبحانی سبحان اللہ الحمد للہ اللہ اکبر کے فضائل اور عجیب غریب نکتے	۳ر	۲ر
الاقتصاد فی التقلید و الاجتہاد تقلید شخصی و تقلید مطلق کے متعلق نہایت منصفانہ بیان و بیان مختلف فیہ آمین بالجہر وغیرہ کا مفصل و مدلل بیان	۴ر	۲ر
اغلاط العوام فی باب الاحکام۔ عوام میں جو غلط مسائل مشہور ہیں انکی اصلاح کی گئی ہے معہ دو ضمیمہ۔	ار	ــر
اعمال قرآنی۔ اسمیں آیات قرآنیہ کے خواص و عملیات کا بیان ہے اسکے تین حصے ہیں۔ قیمت ہر حصہ	۵ر	۳ر
آداب المعاشرت۔ باہمی گذران و برتاؤ کے وہ آداب کہ جنکی رعایت رکھنے سے آپس میں محبت و اتفاق پیدا ہوتا ہے۔	۲ر	۲ر
ارشاد الہائم۔ فی حقوق البہائم	ار	ــر
تحذیر الاخوان معہ اضافہ جدیدہ۔ اسوقت اسکا مطالعہ نہایت ضروری ہے کیونکہ بعض روشن خیال حضرات نے بنکوں کا سود جائز کردیا ہے جس سے دھوکہ میں آجانے کا اندیشہ ہے۔	۴ر	۳ر
تنویر السراج فی لیلة المعراج حضرت والا کی تازہ تصنیف جسمیں روایات نقلیہ کے علاوہ دلائل عقلیہ سے واقعہ معراج کو ثابت فرمایا ہے۔	۱۰ر	۸ر
الترتیب اللطیف فی قصة الکلیم و الخلیل حضرت موسیٰ اور حضرت ابراہیم علیہما السلام کے قصے جو جابجا قرآن مجید میں متفرق طور سے آئے ہیں ان کو ایک جا مرتب فرمادیا ہے۔	۵ر	۳ر
تجوید القرآن۔ سہل نظم میں تجوید کے ضروری قواعد اور اسکے آخر میں ایک چھوٹا سا رسالہ یاد حق القرآن ہے جسمیں مختصر قواعد لکھدیئے گئے ہیں	ار	ار

نام کتاب	[illegible]	[illegible]
التکشف عن مہمات التصوف	للعہ	سے
تحقیق تعلیم انگریزی انگریزی پڑھنے کے متعلق بحث۔	۸ر	۸ر
جزاء الاعمال	۰۲ر	۲ر
جمال القرآن۔ یہ رسالہ علم تجوید میں بہت ہی سہل عبارت میں لکھا گیا ہے	۰۲ر	ار
حفظ الایمان مع بسط البنان و تغیر العنوان	ار	ار
حقوق الاسلام۔ اسمیں استاد پیر۔ ماں باپ میاں بیوی۔ حاکم محکوم ہمسایہ و مہمان۔ حیوانات سب کے حقوق درج ہیں۔	ار	۳ر
حق السماع۔ سماع کے متعلق فقہی کامل تحقیق	۲ر	ار
حقوق العلم۔ علماء پر عامہ مسلمین کے اور عامہ مسلمین پر علماء کے جو حقوق ہیں اور انمیں جو کوتاہیاں ہو رہی ہیں انکی اصلاح ہے۔	۵ر	۳ر
الخطب الماثورہ۔ اسمیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور خلفاء راشدین رضوان اللہ تعالیٰ عنہم کے خطبے احادیث صحیحہ سے منتخب فرما کر درج فرمائے ہیں۔	۶ر	طلہ
الخطاب الملیح مرزا غلام احمد قادیانی کے اقوال کے جوابات اس رسالہ میں ہیں۔ عیسیٰ علیہ السلام کی وفات و حیات کی تحقیق۔	۲ر	۱ر
روح مثنوی۔ دیباچہ کلید مثنوی۔	ار	۱ر
زاد السعید۔ اسمیں درود شریف کے فضائل و عجائب خواص ورد درود شریف کے مواقع اور وہ درود جو احادیث صحیحہ میں وارد ہیں اور اسکے ختم میں ایک رسالہ نیل الشفا ہے جسمیں		

نام کتاب	[illegible]	[illegible]
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نعل مبارک کا نقشہ اور اسکے عجیب و غریب خواص و برکات درج ہیں	۲ر	ار
سبق الغایات (عربی) قرآن شریف کی آیتوں میں اول سے آخر تک ربط بیان فرمایا ہے	۹ر	۸ر
شوق وطن وطن اصلی یعنی آخرت کی یاد اور شوق پیدا کرنیوالے مضامین۔	۴ر	۰۲ر
شجرہ طیبہ۔	ار	ار
صفائی معاملات خرید و فروخت وغیرہ کے مسائل مدلل مع اصول و قواعد عام فہم	۰۲ر	۱ر
طریقہ مولد شریف مولود شریف کے اصلی اور صحیح اور سنت کے موافق طریقہ کا بیان	ار	۳ر
قصد السبیل۔ اسمیں عام لوگوں کے اس خیال کا دفعیہ کیا گیا ہے جو یہ سمجھتے ہیں کہ تصوف اور وصول الی اللہ ان لوگوں کا کام ہے جو دنیا و ما فیہا کو ترک کر کے ایک گوشہ میں بیٹھ رہے اسمیں ایسے دستور العمل تجویز فرمائے ہیں کہ ہر شخص اسپر عمل کر کے کامیاب ہو سکتا ہے۔	۰۲ر	ار
القول الصواب نئی روشنی والے مستورات کو پردہ پر شبہات کرتے تھے کہ ایسا پردہ قرآن حدیث سے ثابت نہیں حضرت مولانا نے قرآن و حدیث سے ہی اسکو ثابت کیا ہے	۲ر	ار
کمالات امدادیہ اس رسالہ میں حضرت حاجی صاحب کے ملفوظات وغیرہ ہیں۔	۶ر	۵ر
لب مثنوی دفتر ششم کی ابتدائی حصہ کی شرح	۵ر	۳ر
المصالح العقلیہ حصہ اول	۹ر	۶ر

نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات وسیر میں نہایت جامع ومستند کتاب اُردو میں اپنی مثال نہیں رکھتی۔ یہ وہی مبارک کتاب ہے جسکی تالیف کے زمانہ میں باوجودیکہ اطراف وجوانب میں وبا پھیل رہی تھی مگر تھانہ بھون اسکی برکت سے بالکل محفوظ رہا چنانچہ وبا کے ایام میں جس مکان میں یہ پڑھی جاتی ہی اسکی برکت سے وہ مکان محفوظ رہتا ہے اور کیوں نہو یہ اس ذات مقدس کے حالات میں ہے جو رحمت ہی رحمت ہیں اب یہ کتاب چوتھی بار زیر طبع ہے اور وسط شوال میں انشاء اللہ تیار ہو جائے گی جن حضرات کو خریدنا ہو وہ نام درج کرا دیں تاکہ تیار ہوتے ہی ارسال کیجائے اسوقت جو حضرات خریدار ہونگے اُن کو پندرہ آنہ میں دیجاتے گی مگر محصولڈاک بذمہ خریدار ہوگا یہ رعایت ۳۰ شوال تک ہے۔ اسکے بعد ڈیڑھ روپیہ (عہ)

حکیم الامۃ مدظلہ العالی کی نایاب کتاب کی طباعت کا انتظام

یعنی

تکمیل الیقین یعنی خلاصۂ سائنس اور اسلام

اُردو زبان میں یہ پہلی کتاب ہی جو دینیات کی جامعیت کیساتھ سائنس اور طبعیات کا پہلو لئے ہوئے ہی۔ یہ کتاب زیادہ تر ان تعلیمیافتوں کے واسطے تالیف کیگئی ہی جو علوم مروجہ کے اثر سے مؤثر ہو کر متشکک فی الاسلام ہو جاتے ہیں باعتبار رفتار زمانہ یہ کتاب دیندار مسلمانوں کیلئے ازبس ضروری اور اسکا مطالعہ نہایت نافع ہی۔ مضامین کی فہرست مختصر یہ ہی کہ اول عقائد و اعمال کو لکھکر اسکے ضمن میں ہر قسم کے شرک اور رسوم خلاف شرع کو نہایت وضاحت سے بیان کیا ہی۔ پھر معاصی اور طاعات کے بعض دنیوی مضار و منافع حکومت و انتظام ملکی۔ نماز کے لئے طہارت کے مشروط ہونیکی حکمت۔ وضو میں اعضائے وضو کے دہونے اور ترتیب کی حکمت۔ نماز میں کعبہ کی طرف منہ کرنے کی حکمت اور اسکی فلاسفی۔ بے نمازوں کی واہی تباہی۔ عذروں کے معقول جواب۔ اعمال حج کی فلاسفی۔ کعبہ کو بیت اللہ کہنے کی وجہ۔ پردے کی فلاسفی اور بے پردگی کی خرابیاں۔ انسان کی جملہ حالتوں کے مطابق اسلام میں احکام موجود ہیں۔ تعداد ازواج کے متعلق نہایت عمدہ مضمون۔ اس شبہ کا جواب کہ شریعت محمدیہ کے قوانین موجودہ حکومت میں بے سود ہیں سچے صوفیوں کے حالات۔ مادے کا قدم اور اسکا ابطال فلاسفہ ہی کے مسلمہ اصول سے انکے مذہب کی تردید ایک دخانی کل کی مثال دیکر ثابت کرنا کہ اہل سائنس کا مذہب تحقیق عالم کے بارے میں بالکل لچر ہے۔ وحدانیت کی فلاسفی اور عقل کی حقیقت معلوم کرنیمیں اہل سائنس کے ہوش بھی گم ہیں۔ حیات بعد الممات کا عقلی ثبوت اور فلاسفہ کے شبہات کا جواب۔ روح کے ساتھ بدن کو ایسی نسبت ہی جیسی مقناطیس کو لوہے کیساتھ۔ الغرض دنیا بھر کے سلوک اور شبہات کے جوابات جو کسی حیثیت سے اسلام پر وارد ہو سکتے ہیں اس کتاب میں موجود ہیں۔

اس کتاب کو ختم ہوئے عرصہ ہو گیا تھا۔ للہ الحمد کہ اب اسکی طباعت کا بھی وقت آ گیا اور کتابت قریب اختتام پر ہے اب طباعت شروع ہوتی ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ وسط ذیقعدہ کو تیار ہو جائیگی لہذا جن حضرات کو اسکا خریدنا منظور ہو وہ اپنا اسم مبارک درج رجسٹر کرادیں تاکہ تیار ہوتے ہی ارسال خدمت کروں اسوقت نام درج کرانے والے حضرات کو ایک روپیہ آٹھ آنہ کو دیجاویگی اور بعد کے خریداروں کو دو روپے کو۔ اسکے صفحات چار سو سے زائد ہیں۔ تقطیع ۲۶×۲۰ کاغذ عمدہ۔

المشتہر محمد عثمان تاجر کتب دریبہ کلان پوسٹ بکس نمبر ایک دہلی

لہ گروہ حضرات مستثنےٰ ہیں جن حضرات نے الہادی کی اشاعت پر اپنا نام درج کرد یا تھا انکو ہی شرح قیمت سے دیجاویگی۔